Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامۂ اردو

ریویو آف ریلیجنز

(قادیان)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر نظر

مُدیر

علی محمد اجمیری

بابت ماہِ محرم ۱۳۶۱ھ مطابق ماہِ فروری ۱۹۴۲ء

ماہِ تبلیغ ۱۳۲۱ھش

جلد ۴۱ عدد ۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مقاصد و قواعد رسالہ

رسالہ ریویو آف ریلیجنز (اردو) سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ۱۹۰۲ء

میں حسب ذیل مقاصد کے پیشِ نظر جاری فرمایا تھا۔

غیر مذاہب کے مقابلہ میں اسلام کی فوقیت ظاہر کرنا۔

مخالفین اسلام کے حملوں کا جواب دینا۔

صحیح اسلامی عقائد کی اشاعت و تعلیم دینا۔

یہ رسالہ ہر انگریزی ماہ کی یکم تاریخ کو قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے اگر پندرہ تاریخ تک کسی خریدار کو رسالہ نہ ملے، تو بر وقت شکایت موصول ہونے پر رسالہ دوبارہ ارسال کیا جائیگا۔

رسالہ کی سالانہ قیمت اندرونِ ہند تین روپے، اور بیرونِ ہند چار روپے ہے۔ طلباء اور غیر احمدی اصحاب سے رعایتی قیمت اڑھائی روپے لی جاتی ہے۔

خریداران کو دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت نمبر خریداری ضرور لکھنا چاہیئے۔ ورنہ عدم تعمیل یا تعمیل میں تاخیر کی ذمہ واری دفتر پر نہ ہوگی۔

ترسیل زر اور تمام دفتری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہونی چاہیئے۔

یہ رسالہ جماعت احمدیہ کا ایک ہی قومی اردو ماہنامہ ہے۔ بوجہ علمی مجلہ ہونے کے اس کے فائل محفوظ رکھے جاتے ہیں، اور ایک وسیع علمی طبقہ کی نظر سے گذرتا ہے۔ اس لئے اس میں اشتہار دینا مفید ہے۔ نرخنامہ اشتہارات حسب ذیل ہے۔

تعداد	ایک ماہ	تین ماہ	چھ ماہ	ایک سال
ایک صفحہ	تیس روپے	اٹھتر روپے	ایک سو چوالیس روپے	دو سو ستر روپے
نصف صفحہ	اٹھارہ روپے	اڑتالیس روپے	چوراسی روپے	ایک سو پچاس روپے
ربع صفحہ	بارہ روپے	تیس روپے	چوّن روپے	نوّے روپے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ھُوَ الَّذِیْۤ اَرْسَلَ رَسُوْلَہٗ بِالْھُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْھِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ

ماہنامہ

ریویو آف ریلیجنز

(اُردو)

یعنی

دنیا کے مذاہب پر منصفانہ نظر اور اہلِ مذاہب کا تشحیذ الاذہان

جلد [illegible] | ماہِ محرم الحرام سنہ ۱۳۶۱ھ مطابق ماہِ فروری سنہ ۱۹۴۲ء | عدد ۲

فہرست مضامین

مذہب کی ابتداء	صـ ۲	جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب ایم اے گورنمنٹ کالج لاہور
ایک پرانی تحریر۔ براہین احمدیہ پر تقریظ	صـ ۸	
اسلامی کلچر کی روح	صـ ۲۳	جناب خان بہادر مولوی عطاء الرحمٰن صاحب اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم اسلام
سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات	صـ ۳۷	جناب گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ
نئی کتابوں پر تبصرہ	صـ ۵۰	
ہمارے معاونین	صـ ۵۸	

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک فضل حسین صاحب احمدی مہاجر ہمارے دلی شکریہ کے مستحق ہیں، کہ ان کی کوششوں سے "منشور محمدی" کی یہ تقریظ ہمیں میسر آئی۔ جزاہ اللہ خیرا۔ (ایڈیٹر)

جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

براہین احمدیّہ

ملقّب بہ

البراہین الاحمدیّہ علیٰ حقیّت کتاب اللہ القرآن و النبوۃ المحمدیّہ

دامانِ نگہ تنگ گلِ حسن تو بسیار
گلچین بہار تو ز دامان گلہ دارد

سبحان اللہ! دنیا میں ایسے بھی لوگ ابھی موجود ہیں، کہ حمایت دینِ اسلام کے لئے محنتِ شاقہ اپنے پر گوارا کرتے ہیں۔ دین حق کی غمخواری میں زحمتیں اُٹھاتے، اور مصیبتیں جھیلتے ہیں۔ یا وہ لوگ بھی ہیں، جن کو دین سے سروکار نہیں۔ پاسداری دین کا آئین نہیں۔ دن رات دُنیا کمانے سے کام ہے۔ دین ان کے پاس برائے نام ہے۔ غفلت کے نشہ میں چُور ہیں۔ شرابِ نخوت سے معمور ہیں۔ دنیا کے کاموں میں ہزار ہا روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ نام و ننگ پر مرتے ہیں۔ دین جائے، ایمان جائے، غم نہیں۔ ہاں غم ہے تو یہی کہ جیب سے دمڑی نہ جائے۔ کوئی کیسا ہی دین کا کام ہو، اگر اس میں پیسے کا کچھ صرف نظر آتا ہو، تو کچھ نہ کچھ حیلہ سے ٹال دیتے ہیں۔ کہتے ہیں، کہ اس کی کیا ضرورت ہے؟ ضرورت ہے تو یہ ہے، نہ وہ ہے۔ غرض جس امر میں صرفِ زر کا گمان ہوتا ہے، ہر چند وہ سراسر دین ہے، مگر یہ لوگ کچھ نہ کچھ کہکر اس کی معاونت و مشارکت سے علیٰحدگی اختیار کرتے ہیں۔ ہنود کو دیکھو عیسائیوں کو دیکھو، مجوسیوں کو دیکھو، مختصر یہ کہ مذاہبِ باطلہ کے پیروؤں کو دیکھو، کہ وہ اپنے اپنے مذہب کی اشاعت میں کیا کچھ خرچ کرتے ہیں۔ دین کے پھیلانے میں کیسا بار اُٹھاتے ہیں صعوبتِ سفر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کے پاس کوئی چیز نہیں۔ صرف زرِ کثیر کسی شمار میں نہیں۔ گالیاں دو، مارو، مگر ان کا ارادہ یہی ہوتا ہے، کہ کسی طرح اور کسی پیرایہ میں اپنے دین کی اشاعت ہو۔ اقسام کی تکالیف گوارا کرتے ہیں۔ مذہب کے پھیلانے میں جان تک دیتے ہیں جیتے ہیں تو اس شوق میں کہ مذہب پھیلایا جائے مرتے ہیں تو اس میں کہ مذہب کی اشاعت ہو۔ یہ ان کی محنت اور یہ عرق ریزی گو باطل پر سہی۔ مگر ان کا نتیجہ ان کو ملتا رہتا ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی مقصد حاصل ہوتا ہے۔ کوئی زبان نہیں جس میں پادری لوگوں کے ٹراکٹ (چھوٹے چھوٹے رسالے) نہ چھپتے ہوں۔ راہ کی آمدورفت کرنے والوں کو مفت تقسیم نہ ہوتے ہوں۔ دین و مذہب کا چرچا اور دین کی اشاعت کی کوشش اگر ہے، تو مذاہب باطلہ میں ہے۔ مفت رسالجات اس لئے تقسیم ہوتے ہیں، کہ آخر کوئی شخص تو ان کے مطلب کو دیکھیگا کچھ نہ کچھ غور کرے گا۔ ذرا تو اثر ہوگا۔ بس یہی مقصد ہے۔ اگر بنظرِ غائر دیکھا جائے تو پادریوں کا یہ آئین ایسا ہے، کہ جس میں ان کا مطلب بوجہ احسن حاصل ہوتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ سُنی سُنائی بات کا کبھی نہ کبھی اثر ہوتا ہے۔ جاہل آدمی اپنے مذہب سے محض ناواقف جب ایسے رسالوں کو پڑھتا یا سنتا ہے، تو ضرور اس کے عقائد میں خلل آتا ہے۔ اگر فی الفور مذہب عیسوی میں نہ داخل ہؤا، تو اتنا تو ہوتا ہے، کہ یا وہ لامذہب یا دہریہ بن جاتا ہے۔ پس مقصد جو ان رسالوں کی اشاعت اور تقسیم مفت سے تھا حاصل ہو گیا۔

یورپ و امریکہ میں ہزاروں بلکہ لاکھوں ایسے اشخاص ہیں، جو دُنیا کو ترک کئے ہوئے اشاعت مذہب میں سرگرم ہیں۔ صدہا سوسائٹیاں ہیں، جن کا یہی کام ہے، کہ مذہب پھیلایا جائے۔ اخبار جاری ہیں۔ رسالجات چھپتے ہیں۔ ٹراکٹ لاکھوں شائع ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ مذہب کی اشاعت ہو۔ پادری صاحبان ترک وطن کئے ہوئے ہندوستان کو آتے ہیں۔ چین کو جاتے ہیں۔ جاپان کو روانہ ہوتے ہیں کاہیکو؟ اس لئے کہ جس دین کو وہ حق سمجھے ہوئے ہیں، اور جس پر نجات ان کے زعم میں منحصر ہے، اسی دین پر اَور لوگوں کو دعوت کرکے لائیں۔ اتنا بڑا کام اور عام منادی کے خرچ کے لئے عقل یہی چاہتی ہے، کہ لاکھوں روپیہ کا سرمایہ ہو۔ ورنہ ممکن بھی ہے کہ دنیا بھر کے لوگوں کو دین کی دعوت کی جائے؟

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوئی جزیرہ ایسا نہ ہو، جس میں پادری لوگ اپنا تھل بیڑا جمائے نہ بیٹھے ہوں۔ اور باوجود اس کے یہ سب کام کم خرچ میں ہو سکے۔ ایسا نہیں۔ سالانہ لاکھوں اس امر میں خرچ ہوتے ہیں۔ کروڑوں کی آمد بھی ہے کوئی عیسائی یورپ و امریکہ میں ایسا نہیں، جو مذہب کی اشاعت کے لئے اپنے مقدور بھر روپیہ نہ دیتا ہو۔ گرجا گھروں میں ہر ہفتہ چندہ ہوتا ہے۔ ماہانہ چندہ دینے والے موجود ہیں۔ سالانہ چندہ دینے والے علیحدہ ہیں۔ اکثر دولتمند ایسے ہیں، جنہوں نے اپنی جائیداد سے ایک حصہ اسی امر اشاعت مذہب کے لئے وقف کر دیا ہے۔ جو دولتمند لاوارث مرتے ہیں، وہ وصیت کرتے ہیں، کہ اپنی ساری مِلک فلاں سوسائٹی اشاعت مذہب کے حوالہ ہو۔ ہزارہا روپیہ سود کا آتا ہے، کہ پادریوں کے مصرف میں جاتا ہے۔ ادنیٰ و اعلیٰ مرنیکے وقت کچھ نہ کچھ بپاسِ مذہب وقفِ پادر کرتے ہیں۔ پس یہ مذہب کی عام خیرات ہے کہ اشاعت مذہب میں کام آتی ہے۔ اسی کے بدولت لاکھوں بُت پرست دہریہ ولامذہب مذہب عیسوی میں خیل در خیل آتے ہیں۔ پادریوں کے فخر کا باعث ہوتے ہیں۔

ملکۂ محتشمہ کوئین وکٹوریہ، پرنس آف ویلس، وزراء سلطنتِ انگلستان سے لیکر ادنیٰ مزدور تک مذہب کی تائید میں بقدر حوصلہ دیا کرتے ہیں۔ امریکہ اور دیگر ممالک یورپ میں بادشاہ سے لیکر فقیر تک کا یہی دستور ہے۔ کوئی گرجا گھر نہیں جس میں اتوار کے دن بقدر ضرورت چندہ نہ اٹھایا جاتا ہو۔ پس جہاں کہیں یہ وتیرہ ہو اور جس دین کے پیروؤں کا یہ حال ہو، تو پھر لاکھوں کروڑوں روپوں کا سرمایہ کس طرح بہم نہ آوے؟ لاکھوں کتب تائید مذہب، کروڑوں رسالے ترغیب دین میں کیونکر تالیف و شائع نہ ہوں؟ جس دین کے پیرو ایسے ہیں، کہ اپنے مذہب کے پاس میں صَرفِ کثیر گوارا کرتے ہیں، اگر ان کا دین دنیا کے ہر ایک حصے میں پھیل جاوے، اور دین حق کے مقابلہ میں اپنی کثرت کو وحدت پر غلبہ دے، تو یہ کون تعجب کی بات ہے؟

انصاف کہاں ہے؟ شیوہ دینداری کیا اسی کا نام ہے کہ اربابِ مذاہبِ باطلہ تو اپنے مذاہب و ادیان کے پھیلاؤ میں اس طرح سرگرم ہوں، اور مسلمان جن کے دین متین کے منجانب اللہ ہونے پر شہادت عقلی و نقلی ہے، ایسے بے خبر پڑے ہیں کہ باوجود چو طرف کے ہنگامہ کے ہنوز ان کی آنکھ بھی نہ کھلی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُٹھ بیٹھنا تو در کنار۔ صاحبو! یہ غفلت سراسر مذلت ہے، نہ یہ شیوۂ دین ہے، اور نہ اسلام کا آئین ہے۔ خیال تو کیجئے گا، کہ دین اسلام کی کیا حالت ہے۔ ارتدادِ زمانہ نے اس حصن حصین وحدت کو کس طرح گھیر رکھا ہے۔ افواج مذاہبِ باطلہ کا کیا زور شور سے دھاوا ہو رہا ہے۔ اعتراضات کی توپیں کیسی اس کی فصیلوں پر چلائی جاتی ہیں۔ اہل قلعہ سے وہ لوگ جو اپنے پاس دین کا علم نہیں رکھتے اور اس کی خوبی کا امتیاز نہیں کر سکتے کیسی ابتر حالت سے دشمن کی قید میں پھنس جاتے ہیں سبحان اللہ حقیقت دین اسلام کا یہ کچھ اسباب مسلمانوں کے پاس موجود ہو اور وہ اپنے دین کے قلعہ کو دشمنوں کے سخت حملے سے نہ بچائیں۔ اور غفلت میں بیٹھے رہیں۔ یہ نہایت تعجب کی بات ہے۔ جب تک اہلِ قلعہ یعنی دین اسلام کے پیرو بالاتفاق دشمنوں کے متاصل کرنے پر آمادہ نہ ہوں۔ اور جو اسباب قلعہ میں رکھا ہوا ہے، اس کو برابر طور سے استعمال میں نہ لاویں۔ یعنی خدا نے دین اسلام میں جو خوبی رکھی ہے، اور اس دین کو جیسا استحکام بخشا ہے، دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے دشمنوں پر غلبہ حاصل نہ کریں۔ تو پھر مسلمانی پر حیف ہے۔ اگر سردار قلعہ یہ حکم کر رہا ہے، کہ اس امر میں کوشش کرو، اور جانبازی سے تعاون ایک دیگر پر ہمت کرو، تو مردی اور ثبات یہی ہے، کہ سارے مسلمان ایکدم حملہ آوری کی تیاری کریں۔ اس متفقہ حملہ سے یقین واثق ہوگا کہ دشمنوں کی فوج پسپا ہوگی، اور حصن حصین اسلام اعداء کے شر سے محفوظ رہے گا۔

منافقوں اور دشمنوں کے سارے حملے دینِ اسلام پر ہو رہے ہیں۔ اُدھر دہریہ پن کا زور۔ اِدھر لامذہبی کا شور۔ کہیں برہمو سماج والے اپنے مذہب کو فیلسوفانہ تقریروں سے دین اسلام پر غالب کیا چاہتے ہیں۔ ہمارے عیسائی بھائیوں کی ساری پوری ہمت تو اسلام کے استیصال پر مصروف ہے، اور ان کو اس بات کا یقین ہے، کہ جب تک آفتابِ اسلام اپنی پُرتاب شعاعیں دُنیا میں ڈالتا رہے گا، تب تک عیسوی دین کی ساری کوششیں بیکار اور تثلیث تین تیرہ رہے گی۔ غرض سارے مذہب اور تمامی دین والے یہی چاہتے ہیں، کہ کسی طرح دین اسلام کا چراغ گُل ہو، اور صرصر حوادث کا ایسا زور ہے، کہ فی الحقیقت اگر اس چراغِ ہدایت کو تند بادِ دہریت اور کفر سے نہ بچایا جائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو کوئی عرصہ میں قیامت نمودار ہو گی۔ اس محافظت کے لئے جو حقیقت میں خوشنودی خدا اور رسول ہے، مسلمانوں کی شرکت درکار ہے۔ یہ ایسا کام ہے، کہ ایک دو برگزیدہ اور منتخب اشخاص کی ہمت اور کوشش سے اس کا انجام ہو نہیں سکتا۔ قوم کی سعی دیندار وں کی ہمت۔ مالداروں کی جرأت امیروں کی سخاوت غریبوں کی مشارکت فاضلوں کی تقریر علماء کی تحریر زاہدوں کی دعا کی ضرورت ہے۔ انجمنوں کی کارروائی اراکین دین کی باہمی کوشش چاہیئے۔ چونکہ یہ دین ہے اس لئے ہر دیندار کو تائید لازم ہے۔ اور جو تائید سے پہلو تہی کرے وہ رب کے پاس بے دین ہے۔ جب اہل اسلام اس طرح کی تائید و تدبیر کریں تو ہم ذمہ لیتے ہیں کہ آج دین اسلام کا جھنڈا ان ملکوں میں کھڑا ہو جہاں اب تک اس کا پرتو ہدایت پڑا ہی نہیں۔

مسلمانوں کی کم ہمتی کا اس سے بڑا کیا ثبوت ہے، کہ ان میں آج کوئی ایسا فنڈ نہیں، یا کوئی ایسی سوسائٹی نہیں، جس کا مقصد اشاعت دین اسلام ہو، اور جس کے پاس مسلمانوں کے علماء فضلا کا ایک ایسا گروہ ہو، جو اُن ملکوں میں جہاں تثلیث اور بُت پرستی ہو رہی ہے جاوے، اور اپنے وعظ اور منادی سے لوگوں کو ہدایت کا راستہ دکھلاوے۔ اور ایسے گروہ کا خرچ سوسائٹی کے فنڈ سے دیا جاوے۔ جہاں مذاہب باطلہ کی ترویج میں ایسی صدہا سوسائٹیاں ہیں۔ آیا کوئی مسلمانوں کی انجمن اشاعت مذہب بھی موجود ہے؟ اس سوال کے جواب دینے میں ہر اک مسلمان کو شرم آنی چاہیئے کہ دینِ حق کا دعویٰ اور اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے کوئی انجمن مکتفی سرمایہ کی موجود نہیں۔ ابھی خدا کے فضل سے اسلامی سلطنتیں اور اسلامی ریاستیں موجود ہیں۔ مگر کوئی مسلمان یہ بتلا نہیں سکتا۔ کہ جیسی عیسویوں میں وزلین مشن سوسائٹی، لنڈن مشن سوسائٹی۔ چرچ مشن سوسائٹی، امریکن مشن سوسائٹی اور ایسی ہی صدہا سوسائٹیاں ہیں، ایسا ہی مسلمانوں کی کوئی سوسائٹی ہے۔ اگر اس غیرت سے مسلمانوں کی قوم مر جائے تو بہتر ہے۔ اب جو مسلمان دعویٰ اسلام کر رہے ہیں ان کو لازم ہے کہ ذرا گریبان میں منہ ڈال کر جھانکیں کہ کس منہ سے مسلمان کہلاتے ہیں نہ دنیا کے رہے نہ دین کے۔ پس جو مسلمان مسلمان کہلانے کے لائق ہیں، اگر وہ بھی ہمت کو ہار دیں، اور مذہب کی تائید میں سرگرمی نہ دکھلائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تو پھر دین کا خاتمہ ہے۔ تو عیسائی ہو جاؤ۔ برہمو سماج بن جاؤ۔ تاکہ جہان سے مسلمانوں کا نام ہی مٹ جائے۔ اگر یہ منظور نہیں، تو پھر دین کی تائید کرو۔ خدا کے مقبول ہو۔ رسول کے انصار بنو۔

آفتاب دینِ محمدی کی روشنی ایسی ہے کہ عرصہ تیرہ سو سال سے اپنی اصل پر قائم ہے۔ دینِ اسلام کی حقانیت کی بڑی دلیل یہی ہے، کہ باوجودیکہ ساری دنیا کے ادیان والے اس روشنی کو زائل کرنے کی کوششیں اور تدبیریں کر رہے ہیں، مگر اس کی حقانی روشنی ہرگز زوال پذیر نہیں۔ سلطنتیں اور دولتیں برباد ہوگئیں، ملک اور جزائر دست بدست منتقل ہو گئے، قوانین سیاست میں تغیر و تبدل ہو گیا، مگر دینِ اسلام اپنی اصالت پر قائم رہا۔ نہ صرصرِ کفر کی کچھ پیش گئی، اور نہ تندبادِ دہریت نے اس کو نقصان پہونچایا۔ یہ تو اسلام کی اصلی حقیقت کی تعریف ہوئی۔ رہا یہ امر کہ اس ہدایت کا نور کفر کے تاریک گھروں میں پہونچایا جاوے، البتہ یہ ضروری ہے۔ پس مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس کی کوشش کریں۔

اربابِ مذاہب باطلہ جو اپنی کوششوں اور بلیغ جہدوں سے دین اسلام پر رسائی لیجانا چاہتے ہیں، وہ کچھ اس لئے نہیں، کہ دینِ اسلام میں درحقیقت حقانیت نہیں۔ بلکہ اس لئے کہ دینِ اسلام کی حقیقت اور اس دین کے ثبوت سے ان کو کماحقہٗ واقفیت نہیں۔ چونکہ اکثر دہریہ اور لامذہبوں کے دہریہ خیالات اور لامذہبی مطاعن سے اس زمانہ کے اکثر کم علم اور جاہل بھی اسلام کو بنظرِ استخفاف دیکھتے ہیں، اور دہریہ پن اختیار کرتے ہیں، اور پیروانِ ادیانِ باطلہ اور معتقدانِ مذاہب کاذبہ اس ذریعہ کو مایۂ فخر گردانتے ہیں۔ لہذا نظر بحال زمانہ حامیان دینِ اسلام کو ضرور تھا، کہ اس امر کا بھی خوب قلع قمع کرتے۔ مگر اہل اسلام کی موجودہ حالت اور حمیت سے غمخوارانِ دینِ اسلام کو یہ امید کہاں تھی، کہ آجکل جاہلانہ تقلید اور عقل کی بےتمیزی سے جو طوفان مچ رہا ہے، اس کا بندوبست کیا جاتا۔ سچ ہے کہ ہمارے زمانہ کی نئی روشنی (کہ خاک برفرق ایں روشنی)، نوآموزوں کی روحانی قوتوں کو افسردہ کر رہی ہے۔ ان کے دلوں میں بجائے خدا کی تعظیم کے اپنی تعظیم سما گئی ہے۔ اور بجائے خدا کی ہدایت کے آپ ہی ہادی بن بیٹھے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تمام نو آموزوں کا قدرتی میلان وجوہاتِ عقلیہ کی طرف ہو گیا ہے۔ اور افسوس ہے کہ یہی میلان بباعثِ عقل ناتمام اور علم خام کے بجائے رہبر ہونے کے رہزن ہوتا جاتا ہے۔ فکر اور نظر کی کجروی نے لوگوں کے قیاسات میں بڑی بڑی غلطیاں ڈال دی ہیں۔ اور مختلف رایوں اور گوناگوں خیالات کے شائع ہونے سے کم فہم لوگوں کے لئے بڑی دقتیں پیش آگئی ہیں۔ سوفسطائی تقریروں نے طبائع میں طرح طرح کی پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں، جو امور نہایت معقولیت میں تھے، وہ اُن کی آنکھوں سے چھپ گئے ہیں۔ جو باتیں بغایت درجہ نامعقول ہیں، وہ ان کو اعلیٰ درجہ کی صداقتیں سمجھ رہے ہیں۔ وہ حرکات جو منشاء انسانیت سے مغائر ہیں، ان کو وہ تہذیب خیال کئے بیٹھے ہیں۔ پس ایسے وقت میں اس طرح کے خیالات کا ابطال دین اسلام کی سچائی اور حقیقت کے لئے ضرور تر تھا، مگر یہ کام بھی ایسا ہی تھا، کہ جس کا بار اٹھانا ہر کہ و مہ کا کام نہیں تھا، بلکہ ایسا شخص ضرور تھا، جو علوم عقلی و نقلی اور کتب ادیان مختلفہ کا جاننے والا ہو۔

مدت سے ہماری آرزو تھی، کہ علماء اہل اسلام سے کوئی حضرت جن کو خدا نے دین کی تائید اور حمایت کی توفیق دی ہے، کوئی کتاب ایسی تصنیف یا تالیف کریں، جو زمانۂ موجودہ کی حالات کے موافق ہو، اور جس میں دلائل عقلیہ اور براہین نقلیہ قرآن کریم کے کلامِ الٰہیہ ہونے پر اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے ثبوت پر قائم ہوں۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ آرزو بھی بر آئی۔ یہ وہی کتاب ہے جس کی تالیف یا تصنیف کی مدّت سے ہم کو آرزو تھی۔ براہین احمدیہ ملقّب بہ البراہین الاحمدیہ علیٰ حقیّت کتاب اللہ القرآن والنبوۃ المحمدیہ۔ جس میں مصنف زاد قدرہ اللّٰھم متع المسلمین بطول حیاتہٖ نے تین سو براہین قطعیہ عقلیہ سے حقیّت قرآن اور نبوت محمدیہ کو ثابت کیا ہے۔ افضل العلماء فاضل جلیل جرنیل فخر اہل اسلام ہند مقبول بارگہ صمد جناب مولوی میرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب کی تصنیف ہے۔ سبحان اللہ! کیا تصنیف منیف ہے۔ کہ جس سے دین حق کا لفظ لفظ سے ثبوت ہو رہا ہے۔ ہر ہر لفظ سے حقیّت قرآن و نبوت ظاہر ہو رہی ہے۔ مخالفوں کو کیسے آب و تاب سے دلائل قاطعہ سنائے گئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیں۔ دعوی ہی مدلل بہ براہین ساطعہ ثبوت ہے۔ مثبت بہ دلائل قاطعہ تابِ دم زدنی نہیں۔ اقبال کے سوا چارہ نہیں۔ ہاں انصاف شرط ہے۔ ورنہ کچھ بھی نہیں۔ ایہا الناظرین! یہ وہی کتاب ہے، جو فی الحقیقت لاجواب ہے۔ زور دعوی تو یہ ہے کہ اس کا جواب ممکن نہیں۔ اگر مخالف بشرائط مندرجۂ اشتہار جواب لکھیں تو پھر دس ہزار روپیہ مفت نذر ہے۔ اور حال یہ ہے کہ اگر مخالفوں کو کچھ بھی خداترسی ہو، تو ان کو بمجرد مطالعہ اس کتاب کے جواب یہی دینا چاہیئے، کہ لاالہ الا اللہ حق اور محمد رسول اللہ برحق۔ ہم تو فخر یہ یہ کہتے ہیں، کہ جواب ممکن نہیں۔ ہاں قیامت تک محال ہے۔ مخالفوں سے ہمارا ابھی یہی سوال ہے، کہ اگر اپنے مذہبوں کو حق جانتے ہوں، تو آیئے ہمیں گو ہمیں میدان ہیں۔ اگر جواب براہ صواب لکھا جاوے، تو دس ہزار روپیہ کا انعام ہے۔ وعدہ مصنف لاکلام ہے۔ لیجئے ہم بھی ایک ہزار روپیہ مزید برآں کرتے ہیں۔ دیکھیں ہمارے مخالف بھائی اب بھی حمیت کو کام فرماتے ہیں، یا اپنی ہی لکیر کو پیٹتے ہیں۔

اب روئے کلام مسلمانوں کی طرف ہے۔ بھائیو! کتاب براہین احمدیہ ثبوت قرآن و نبوت میں ایک ایسی بے نظیر کتاب ہے، کہ جس کا ثانی نہیں۔ مصنف نے اسلام کو ایسی کوششوں اور دلیلوں سے ثابت کیا ہے، کہ ہر منصف مزاج یہی سمجھیگا، کہ قرآن کتاب اللہ اور نبوت پیغمبر آخرالزمان حق ہے۔ دین اسلام منجانب اللہ اور اس کا پیرو حق آگاہ ہے۔ عقلی دلیلوں کا انبار ہے۔ خصم کو نہ جائے گریز اور نہ طاقت انکار ہے۔ جو دلیل ہے بیّن ہے، جو برہان ہے روشن ہے۔ آئینہ ایمان ہے۔ لب لباب قرآن ہے۔ ہاں طریق مستقیم مشعل راہ قویم۔ مخزنِ صداقت۔ معدنِ ہدایت برق خرمن اعداء عدو سوز پُر دلیل ہے مسلمانوں کے لئے تقویت کتاب الجلیل ہے۔ ام الکتاب کا ثبوت ہے۔ بے دین حیران ہے مبہوت ہے۔ افسوس ہے۔ کہ باوجودیکہ یہ خزینۂ ہدایت ہے، مگر بے اعانتی کی وجہ سے طبع کتاب میں زر کی حاجت ہے۔ چونکہ بڑی کتاب ہے، اس لئے نو دس ہزار روپیہ طبع کتاب میں صرف ہوتا ہے۔ خریداروں کی قلت اور قوم کے مالداروں کی کم توجہی سے طبع کتاب میں عجلت نہیں۔ مصنف کو خود صرف کثیر گوارا کرنے کی ہمت نہیں۔ بعض دیندار بزرگوں اور خداترسوں کی اعانت خریداری سے تین حصے اس کتاب لاجواب کے طبع ہو چکے۔ ہنوز کئی سو جز چھپنا باقی ہے۔ صفائی طبع اور خوشخطی سے کتاب کا چھپوانا منظور ہے۔ عمدگی کتاب اور اس کے مفید

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہونے کے نظر کرتے ہوئے سو روپیہ قیمت بھی کم ہے۔ اور مصارف طبع کا لحاظ کرتے ہوئے اصل قیمت بلا نفع ۲۵ روپیہ پڑتی ہے۔ پس خریداروں سے یہ توقع ہے کہ قیمت بمد پیشگی روانہ فرماویں۔ کم بضاعت مسلمانوں کو نقصان سے بھی فروخت کتاب منظور ہے یعنی عـــہ روپیہ۔ اور اقوامِ دیگر سے ۲۵ روپیہ۔

کیا خوب ہے یہ کتاب سُبحان اللہ ایک دم میں کرے ہے دینِ حق سے آگاہ

ازبس کہ یہ مغفرت کی بتلاتی ہے راہ تاریخ بھی یا غفور (۱۲۹۷) نکلی واہ واہ

ایسی عمدہ کتاب جس کو مصنف نے کمال تحقیق اور تدقیق سے تالیف کر کے منکرینِ اسلام پر حجت پوری کرنے کے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا، افسوس ہے، کہ بوجہ عدم اعانت پوری طبع ہونے سے رہ گئی ہے۔ ہندوستان میں کئی اسلامی ریاستیں ہیں، اور مسلمان تو بے شمار ہیں۔ اگر ایک رئیس چاہے، تو خوشنودی خدا و رسول کے لئے تو دس ہزار روپیہ دینا کوئی بڑی بات نہیں۔ یوں یہ حضرات دنیا کی ناموری کے لئے ہزارہا بلکہ لاکھ لاکھ روپیہ تک دے چکے ہیں۔ رہے مالدار مسلمان۔ اگر یہ بھی ذرا دین کا پاس کریں، تو دو مہینوں کے عرصہ میں پوری کتاب چھپ جا سکتی ہے۔ عام مسلمانوں کی حالت کیا کہیں اگر یہ دینی و قومی بھائی فی کس ایک پائی بھی دینا چاہیں۔ تو براہین احمدیہ کے حجم کی کئی سَو کتابیں طبع ہو سکتی ہیں۔ ہماری اوپر کی تمہیدوں میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ ادیانِ باطلہ کے پیرو اشاعتِ مذہب کے لئے کیا کچھ مصارف گوارا کرتے ہیں۔ اگر مسلمان ان مذہب والوں سے ایک عشر عشیر بھی اشاعت مذہب کے لئے خرچ کریں تو کافی ہے۔ امیروں اور مالدار مسلمانوں کو ہم یہ بھی نہیں کہتے۔ کہ مبلغ کثیر بغیر کسی عوض کے دیں، بلکہ یہ کہتے ہیں کہ عوض جاودانۂ آخرت کے علاوہ کتاب براہین احمدیہ بھی عوض مبلغ میں لیں، پس بایں کم ہمتی اور عدم توجہی ظاہر کرنی شیوہ دینداری سے بعید ہے۔

الٰہی مصنف کتاب مبارک براہین احمدیہ کی محنتوں اور عرقریزیوں کا تو ہی صلہ دے۔ کہ ہم ہیں عاجز بندے محض بے مقدور۔ اور مسلمانوں کو توفیق دے کہ وہ تیرے دین کی تائید میں سرگرمی دکھلائیں۔ اور خریدیں کتاب براہین احمدیہ کو بلا قصور۔ الٰہی ہمارے مذہب کے جو رئیس ہیں، با مقدور ان کو ہدایت نصیب کیجئے، کہ وے اشاعت مذہب میں کریں نہ قصور۔ خداوندا جن امیران عالی ہمم نے اس کتاب کی طبع میں اعانت کی ہے، اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جن کے نام نامی مصنف نے پیشگوئی لکھے ہیں، اس کا عوض ان کو یہاں بھی دیجیو اور وہاں بھی۔ یا الٰہ یا غفور۔ آمین :: (اخبار منشور محمدی مورخہ ۲۵ رجب المرجب ۱۳۰۱ھ بہ ۲۱ جلد ۱۲ صہ ۲۱۳ تا ۲۱۸)

براہین احمدیہ کی چوتھی جلد شائع ہونے پر اسی اخبار نے لکھا:۔

یہ وہی لاجواب کتاب ہے، جس کو فخر اہلِ اسلام ہند اسوۃ المحققین قدوۃ المدققین مقبول بارگاہِ صمد مولوی مرزا غلام احمد صاحب رئیس اعظم قادیان ضلع گورداسپور پنجاب دام فیوضہٗ نے کمال تحقیق و تدقیق سے تالیف کر کے منکرینِ اسلام پر حجت اسلام پوری کرنے کے لئے بوعدہ انعام دس ہزار روپیہ شائع کیا ہے۔ ہم نے اس کتاب کے اگلے حصوں پر منشور محمدی نمبر ۲۱ جلد ۱۲ مورخہ ۲۵ رجب ۱۳۰۱ھ میں ریویو لکھا ہے۔ اب جس پر ہم اپنا ریویو لکھتے ہیں، وہ اسی کتاب کا چوتھا حصہ ہے، جس میں مضامین ذیل مندرج ہیں:۔

۱۔ کلام الٰہی کی ضرورت کے ثبوت میں اور اس بات کے اثبات میں کہ حقیقی اور کامل ایمان اور معرفت جس کو اپنی نجات کے لئے اس دنیا میں حاصل کرنا چاہیئے بجز کلام الٰہی کے غیر ممکن ہے۔ اور اس کے ضمن میں بہت سے خیالات برہموں اور فلسفیوں اور نیچریوں کا رد لکھا گیا ہے۔

۲۔ قرآن شریف کی ایک سورۃ یعنی سورۃ فاتحہ کے بے مثل دقائق و حقائق و خواص کا بیان۔

۳۔ قرآن شریف کی بعض دوسری آیتوں کا بیان جو توحید الٰہی کے مضمون پر مشتمل ہیں۔

۴۔ وید تعلیم توحید اور فصاحت و بلاغت سے خالی ہے۔

۵۔ وید کے عقائد باطلہ کا ذکر۔

۶۔ پنڈت دیانند پیشوائے آریہ سماج کے لاجواب رہنے کا بیان۔

۷۔ انجیل اور قرآن شریف کی تعلیم کا مقابلہ۔

۸۔ ان تمام پیشگوئیوں کا ذکر جو بعض آریوں کو بتلائی گئیں۔

۹۔ آئندہ پیشگوئیوں کا بیان۔

۱۰۔ مسیح سے کوئی معجزہ ظہور میں آنا یا ان کا کوئی پیشگوئی بتلانا ثابت نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مذہب کی ابتداء

(از جناب پروفیسر محمد اسلم صاحب ایم۔ اے گورنمنٹ کالج لاہور)

{یہ تقریر جناب پروفیسر صاحب موصوف نے "مذہب" کے موضوع پر مختلف تقریروں کے سلسلہ میں آل انڈیا ریڈیو لاہور سے نشر کی۔ ڈائرکٹر صاحب آل انڈیا ریڈیو لاہور کی اجازت سے اسے ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔}

مذہب کے متعلق جو بھی سوال ہو، اس کے دو جواب ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو مذہب کے ماننے والوں کی طرف سے دیا جاتا ہے، اور دوسرا وہ جو مذہب کے نہ ماننے والوں کی طرف سے دیا جاتا ہے۔ اسی سوال کو لیجیئے، کہ مذہب کی ابتداء کیسے ہوئی؟ یعنی شروع شروع میں مذہب کی کیا صورت تھی، اور پھر مختلف تاریخی دوروں میں سے گذر کر وہ صورت کیا سے کیا ہوگئی؟ اس کے بھی دو جواب ہیں۔ مذہب کو ماننے والے تو یہ جواب دیتے ہیں، کہ مذہب انسان کو خدا نے خود سکھایا، اس لئے ابتداء ہی سے مذہب کی مرکزی تعلیم یعنی ایک خدا کا خیال دنیا کی مختلف قوموں میں موجود رہا ہے۔ اور یہ کہنا کہ ابتداء میں ایک خدا کا خیال کہیں بھی موجود نہ تھا، اور لوگ مختلف قسم کے توہمات میں گرفتار تھے، جو آہستہ آہستہ ایک خدا کے عقیدہ میں بدل گئے، بالکل غلط ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ مذہب کو نہیں مانتے۔ ان کا خیال یہ ہے، کہ چونکہ خدا کا وجود دراصل خود ایک واہمہ ہے، اس لئے خدا کا عقیدہ بھی انسان کے وہم نے خود ایجاد کیا ہے۔ اور چونکہ ایک خدا کا عقیدہ یک بیک پیدا ہونا محال تھا، اس لئے وہ کھینچ تان کر یہی دکھانے کی کوشش کرتے ہیں، کہ یہ عقیدہ آہستہ آہستہ پیدا ہوا ہے، اور کئی منزلوں سے گذر کر اپنی موجودہ شکل کو پہونچا ہے۔

اب اگر ہم مذہب کے تاریخی حصے پر نظر ڈالیں، یعنی اس وقت سے مذہب کو دیکھیں جب سے وہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۱- حقیقی نجات کیا چیز ہے اور کیونکر مل سکتی ہے؟

اس کتاب کی زیادہ تعریف کرنی ہماری حد امکان سے باہر ہے۔ اور حقیقت یہ ہے، کہ جس تحقیق و تدقیق سے اس کتاب میں مخالفین اسلام پر حجت اسلام قائم کی گئی ہے، وہ کسی کی تعریف و توصیف کی محتاج نہیں۔ ع حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را۔ مگر اتنا تو کہنے سے ہم بھی دریغ نہیں کر سکتے۔ کہ بلا شبہ کتاب لاجواب ہے، اور جس زور شور سے دلائل حقہ بیان کئے گئے ہیں، اور مصنف مدظلہ نے اپنے مکشوفات والہامات کو بھی مخالفانِ اسلام پر ظاہر کر دیا ہے، اس میں اگر کسی کو شک ہو، تو مکاشفات الٰہی اور انوار نامتناہی جو عطیہ الٰہی ہیں، ان سب کو فیض صحبت مصنف سے مستفیض ہو کر پاوے اور عین الیقین حاصل کرے۔

اثبات اسلام و حقیت نبوت و قرآن میں یہ لاجواب کتاب اپنا نظیر نہیں رکھتی۔ ابھی آغاز ہے، مگر اس کتاب کے مطالعہ سے انجام کا مزہ ملتا ہے۔ افسوس ہے، کہ کتاب تو ثبوت دین الٰہی میں بے نظیر ہے، مگر مسلمانوں کی کم توجہی سے مکمل چھپ جانے میں دیر پر دیر ہے۔ بڑی کتاب ہے حجت اسلامی قائم کرنے میں لاجواب ہے۔ پر بے قدری ارباب زمانہ سے اس کا طبع التوا میں پڑ گیا ہے جو امیر ذی مقدور ہیں، وہ ہمت کے کچے اور دین کے کاموں میں از بس پسپا ہیں۔ مالدار مسلمانوں کو مال کمانے کا ہی دھن ہے۔ محبت خدا و رسول کا نہ ان کو خیال ہے، اور نہ ان کو پروا۔ پس یہ عمدہ کتاب چھپے تو کیونکر چھپے اور کس طرح حجۃ البالغہ الاسلام مخالفوں پر ظاہر ہو؟ الٰہی تیرا ہی فضل چاہیئے۔ کہ ہمارے رئیسوں اور مالدار مسلمانوں کا دل اس کی تائید کے طرف آوے۔ آمین۔

مضامین عالیہ مندرجہ کتاب براہین احمدیہ کی تعریف کیونکر ہو سکے۔ یہ وہ عالی مضامین اور قاطع دلائل ہیں، جن کے جواب کے لئے مخالفین کو دس ہزار روپیہ کی تحریص دلائی گئی ہے اور اشتہار دیئے ہوئے عرصہ ہو چکا، مگر کسیکو قلم اٹھانے کی اب تک طاقت نہ ہوئی۔ ہم بلا تصنع کہتے ہیں کہ ساری جلد چہارم حقائق و معارف اسلام سے بھری ہوئی ہے۔ اور جا بجا دعویٰ یہ کیا گیا ہے کہ اگر کسیکو شبہ ہو تو ہمارے پاس آوے اور اپنی آنکھوں ہر بات کا مشاہدہ کرے۔ پس مسلمان اگر اس مبارک

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کتاب کی خریداری نہ کریں۔ اور اعانت سے قاصر رہیں، تو فردا ئے قیامت خدا و رسول کو کیا جواب دیں گے؟ اس کتاب کے چھپنے کو البتہ صرفِ کثیر درکار ہے۔ دس پندرہ ہزار روپیہ تکمیل انطباع کے لئے چاہیئے مگر یہ رقم کچھ ایسی کثیر نہیں، جو فراہم نہ ہو۔ بشرطیکہ قوم چاہے۔ یوں تو ہمارے امرائے عالی شان ہزاروں لاکھوں روپیہ اپنے عیش و عشرت میں صرف کر دیتے ہیں۔ اور مالدار مسلمان شادی و غمی میں دس پندرہ ہزار کے صرف کی کچھ مالیت نہیں سمجھتے۔ دین کی اعانت بھی اگر ان سے نہ ہو تو پھر کس سے ہو۔ آیا غریب مسلمانوں کو یہ مقدور ہے کہ وہ بلا مشارکت امرائے اسلام پندرہ ہزار روپیہ خرچ کر دیں۔ ہمارے امیروں کی کوتاہ دلی کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہو سکے۔ کہ اس کتاب کی اصل لاگت سو روپیہ ہے۔ اور غریب و کم استطاعت مسلمانوں کو عـــہ روپیہ پر فروخت کی جاتی ہے۔ ظلم ہے اگر رئیس بھی اسی قیمت پر کتاب کو چاہیں۔ اور خریداری کی آمادگی صرف دس روپیہ بھیجنے پر ظاہر کریں۔ حضرتِ مصنف نے عنوان کتاب میں ایک نواب صاحب کا حال لکھا ہے، جو قال اللہ اور قال رسول اللہ کے شیدا و والہ ہیں۔ جب ان سے اعانت کی درخواست کی گئی۔ تو پہلے لکھا، کہ البتہ بیس پچیس جلد ریاست کی جانب سے خریدی جائینگی۔ دوبارہ یاد دہانی پر جواب ملا، کہ کتب مباحثات دینی کی اعانت خلاف منشاء سرکار ہے، اس لئے اعانت ممکن نہیں۔ سبحان اللہ! حضرت نواب صاحب کی یہ دلسوزی دین قابل تعریف ہے۔ گورنمنٹ کے منشاء کو ان رئیس عالی بخت کے سوا اور کسی نے نہ پایا۔ حضرت ریاست سے خریداری بفرض محال خلاف منشاء گورنمنٹ تصور کر لی جائے۔ تو آپ کے جیب خاص سے بطور اعانت دینی ہزار پانسو روپیہ دینا خلاف منشاء سرکار نہ تھا۔ دیکھو گورنر جنرل لارڈ رپن لفٹنٹ گورنر وغیرہ اس فنڈ کے معاونوں میں داخل ہیں، جس فنڈ سے پادری اشاعتِ دین پولوسی پر کمر باندھے ہیں۔ اور جس فنڈ سے مذہب اسلام کی خلاف میں عماد الدین و صفدر علی وغیرہ کتابیں لکھتے ہیں۔ پس اگر آپ اپنے صرف سے کچھ عنایت فرماتے تو پھر یہ گلہ ہی نہ ہوتا۔ جب قرآن و حدیث کے عامل رئیسوں کا یہ حال ہے، تو پھر شارب الخمر اور فسق و فجور کے مرتکب امیروں سے کیا امید اعانتِ دین ہو سکتی ہے؟ حضرات اہلِ اسلام سے ہم بارہا درخواست کر چکے ہیں، کہ ایک فنڈ ایسا قائم کیا جائے، جس کے سرمایہ سے کتب ردّ نصاریٰ چھپ کر مشتہر ہوں۔ افسوس ہے کہ مسلمانوں کا ادھر خیال ہی نہیں آتا۔ دین اسلام کی اشاعت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو آجکل مذہب پولوسی سے ہزارہا درجے ترقی پر ہے۔اس کی وجہ حقیت اور سچائی اسلام ہی ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ مسلمان اس کی تائید کرتے ہیں۔ اگر مسلمان دین کی تائید کرتے تو علی وجہ الکمال اسلام اور بھی رونق پذیر ہوتا۔ اکثر رسائل و کتب مضامین رد مذہب پولوسی قالب تالیف میں آکر بے اعانتی کی وجہ سے مشتہر نہیں ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہ کتاب جس کا ہم ریویو لکھ رہے ہیں، ایسی عمدہ اور مکمل کتاب ہے، کہ اس کا مطالعہ کرکے ہر ایک دین سے بدلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ مقابلہ اسلام کرکے حجت اسلام کرسکتے ہیں۔ افسوس ہے کہ مسلمان ایسی کتاب کی تائید سے باز ہیں۔ مالدار مسلمان اگر زکوٰۃ کا مبلغ ہی اس کام کے لئے بخش دیں، تو آج تمامی کتب نامطبوعہ چھپ کر مشتہر ہوسکتی ہیں۔ زیادہ افسوس یہ ہے، کہ آریہ اور برہمو سماج کے مذاہب باطلہ کی اشاعت کے لئے ہزاروں لاکھوں روپیہ اس مذہب کے پیرو خرچ کرتے ہیں۔ اور مسلمان جن کو مذہبی طور پر اعانت دین واجب ہے، اعانت سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ صاحبو! فردائے قیامت خدا و رسول کو کیا جواب دوگے۔ بھائی دنیا کے لئے سب کچھ، تو کچھ عقبیٰ کے لئے بھی خرچ کریں۔ الدنیا مزرعۃ الاٰخرۃ کا ثمرہ حاصل کریں۔ مالدار مسلمان سو پچاس سے کمک کریں۔ جو کم مقدور ہیں وہ ایک روپیہ سے ایک پائی تک دیں۔ اگر اس طرح کا سرمایہ بہم پہونچے، تو کیا کچھ اسلام کی ترقی نہیں ہوسکتی۔ اب مسلمانوں کو ضرور ہے، کہ خریداری براہین احمدیہ پر مستعد ہوں۔ اگر ایک شخص سے اس کتاب کی تائید نہ ہوسکے، تو ہر شہر و قصبہ میں دس دس پچاس پچاس مسلمان جمع ہوں، اور چندہ کریں۔ جو مبلغ چندہ سے حاصل ہو، وہ مصنف کتاب کے پاس بھیجا جاوے۔ اگر ہندوستان و پنجاب بمبئی و دکن کے مسلمان ذرا بھی اس طرف متوجہ ہوں، تو عرصہ قلیل میں ساری کتاب براہین احمدیہ چھپکر نور افزائے دیدۂ اہلِ ملل ہو جائے گی۔

الٰہی! مسلمانوں کو دین کی اعانت کی توفیق دے۔ اسلامی ریاستوں کے امیر و نواب دین متین کی تائید میں کمر باندھیں۔ الٰہی! مصنف اللّٰھم متع المسلمین بطول حیاتہ کو اس کتاب کی تصنیف کا اجر دے۔ آمین ثم آمین فقط۔ (مورخہ ۱۵ ر جمادی الآخر ۱۳۰۱ھ سنہ ۱۷ جلد ۱۳ صفحہ ۱۹۵ تا صفحہ ۱۹۸)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی کلچر کی روح

تہذیبی (کلچرل) اتحاد کیلئے ایک زبردست برہان

(از جناب خان بہادر مولوی عطاء الرحمن صاحب ایم۔اے اسسٹنٹ ڈائرکٹر محکمہ تعلیم شیلانگ صوبہ آسام)

{یہ وہ خطبہ ہے، جو مولوی صاحب موصوف نے آل انڈیا اورینٹل کانفرنس حیدر آباد دکن منعقدہ ۲۰ دسمبر ۱۹۴۱ء میں دیا۔ اصل خطبہ فصیح انگریزی میں ہے، ہم یہاں اس کا ترجمہ پیش کرتے ہیں:۔ (ایڈیٹر)}

اسلامی کلچر کی روح خود اسلام کی روح کی مرادف ہے۔ آغاز ہی سے اسلام میں کلچر کا مذہب کے ساتھ اِس حد تک ربط و تعلق ہے، کہ ایک کو دوسرے سے علیحدہ کرنا ناممکن ہے۔ اسلام جس طرح ایک مذہبی نظام ہے، اسی طرح ایک الگ فلسفہ حیات بھی ہے۔ قرآن مجید نے، جو اسلامی معتقدات کا سرچشمہ ہے، نہایت شدومد سے دنیوی علائق اور ذمہ داریوں سے علیحدگی کی مخالفت کی ہے، اور جیسا کہ اُس نے مذہبی نظریوں کو پیش کیا ہے، ویسا ہی اس نے بہت سی ہدایات اس ضمن میں بھی دی ہیں، کہ انسان کو دنیا میں کس طرح رہنا چاہیئے، اور بنی نوع انسان کے ساتھ اپنے تعلقات کیسے رکھنے چاہئیں؟

انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو شامل کرتے ہوئے وہ ایک خاندان کو ایک یونٹ قرار دیتا ہے، اور اس کے افراد کے حقوق و فرائض کو متعین کرتا ہے۔ پھر یہ انسان کو تعلیم دیتا ہے، کہ وہ اپنی سماجی ذمہ داریوں کو سمجھے، اور ان کو پورا کرے۔ اور نجی فوائد کو قومی بہبود کے تابع رکھے۔ اسلام اپنی تمام تعلیمات کو اس اصل کے تابع رکھتا ہے، کہ فرد خاندان کے لئے زندہ ہے، اور خاندان قوم کے لئے، اور قوم انسانیت کے لئے۔ اس طرح اس نے اپنے وابستگان کی زندگی کو منضبط کرنے کے لئے ایک مفصل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخلاقی نظام پیش کیا ہے۔ مذہب اور اخلاق کے اس مخلوط نظام نے مسلمانوں کے ذہنی رجحانات کو ایک مخصوص میلان عطا کیا ہے۔ اسی نے ان کے کلچر کی تشکیل کی ہے، اور اس تہذیب کو ڈھالا ہے جو مسلمانوں کے دنیا کی تاریخ میں حصہ لینے کے نتیجہ میں پیدا ہوئی۔ اس ثقافت اور تہذیب سے اسلام کو علیحدہ نہیں کیا جا سکتا۔ پروفیسر گِب نے بالکل صحیح کہا ہے، کہ:-

"اسلام ایک دینیاتی مسائل کے مجموعہ سے بہت کچھ زیادہ ہے۔ یہ ایک مکمل تہذیب ہے۔ اگر ہم متوازی اصطلاحات کو تلاش کریں، تو ہم اسلام کو عیسویت نہیں، بلکہ پوری دنیائی عیسویت، اور کنفیوشس ازم نہیں، بلکہ پورا ملکِ چین قرار دینگے[1]۔ اس میں وہ تمام تہذیبیں شامل ہیں، جو اس کی مذہبی روح کا نتیجہ ہیں۔ یہ مختلف تہذیبوں کا ایک ایسا مجموعہ ہے، جس کے خط و خال سیاسی، معاشرتی اور اقتصادی عمارت، قانون کے تصور، اخلاقی نقطۂ نظر، ذہنی رجحانات اور عمل و فکر کے عادات میں مخصوص اور جداگانہ ہیں۔"

اپنی گوناگوں زندگی کی بہت سی صدیوں میں اسلام (اس لفظ کو اب ہم ایسے جامع مفہوم کے لئے استعمال کرینگے، جس میں اس کی ثقافت اور تہذیب دونوں شامل ہوں گی) کو مشرق و مغرب کی بہت سی تہذیبوں سے ملنے کا موقعہ ملا ہے۔ جس کے نتیجہ میں یہ اپنے مختلف دائروں میں ان سے بہت حد تک متاثر بھی ہوا ہے۔ اور بسا اوقات اس میں بہت بڑے تغیرات بھی واقع ہوئے ہیں۔ تاہم اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ آج تک اس نے اپنی تہذیبی انفرادیت کو قائم رکھا ہے۔ اس کی جائے پیدائش (عرب)، کی جغرافیائی پوزیشن یہ تھی، کہ اُس وقت کی دو عظیم الشان سلطنتیں یعنی ایرانی اور بازنطینی اسے

[1] یعنی اگر ہم دوسرے مذاہب یا مذہبی نظاموں کے لئے متوازی اصطلاحات تلاش کریں تو پھر ہم عیسائیت کے لئے کرسچیانٹی (Christianity عیسائیت) نہیں بلکہ لفظ کرسٹنڈم (Christendom: دنیائے عیسائیت) استعمال کرینگے۔ اور اسی طرح کنفیوشسی تہذیب کے لئے لفظ کنفیوشس ازم نہیں، بلکہ اس سے بہت زیادہ جامع لفظ چین استعمال کریں گے۔ کیونکہ لفظ کرسچیانٹی اور کنفیوشس ازم اپنے اندر بہت محدود مفہوم رکھتے ہیں۔ لیکن الفاظ کرسٹنڈم اور چین بہت زیادہ وسیع مفہوم پر مشتمل ہیں۔ (مترجم)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسے مشرق و مغرب سے گھیرے ہوئے تھیں۔ یہ دونوں حکومتیں دو زبردست تہذیبوں کی نمائندہ تھیں، جن کا ماضی بہت درخشندہ تھا، گو ظہورِ اسلام کے وقت ان کی حالت کمزور تھی۔ یہ دونوں اسلام پر اس کے عنفوانِ شباب میں بھی اس حد تک اثر انداز ہوئیں، کہ تہذیبی (کلچرل) امتزاج کا ایک ایسا عمل قائم ہو گیا جس کا لازمی طور پر اسلامی تاریخی زندگی پر بہت بڑا اثر ہوا۔ بعد میں منگولوں اور ترکوں کے دائرۂ اسلام میں داخلہ نے بھی اسلام کی کلچرل تاریخ پر اپنے اثرات چھوڑے۔ پھر مسلمانوں کی ہندوستان میں فتوحات نے اسلام کو مشرق میں براہ راست ایک بہت بڑی تہذیب سے ملا دیا، جو اپنے پیچھے ہزارہا سال کی تاریخ رکھتی تھی۔ آخر میں ان ثقافتی انقلابات کے سلسلہ میں اس مغربی تہذیب کے دباؤ کا ذکر بھی ضروری ہے، جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں اسلام پر پڑا۔ اور جس نے بہت سے پریشان کن پیچیدگیوں والے نئے مسائل پیدا کر دیئے۔ خوش قسمتی سے مختلف ملکوں کے باشندے اپنے رجحانات اور دماغی قابلیتوں کے مطابق اب انہیں حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اسلام نے اتنی ہی آزادی سے دوسروں سے اخذ کیا ہے، جتنی آزادی سے دوسروں کو دیا ہے۔ اس نے حیرت انگیز طور پر خارجی کلچر کے اجزاء کو جذب کیا ہے، جن میں سے بعض براہ راست اس کی اپنی روح کے بھی قطعاً مخالف واقع ہوئے ہیں۔ لیکن یہ بیان کر دینا ضروری ہے، کہ جہاں اس نے اپنی ساری تاریخ میں ایک حیرت انگیز لوچ کا اظہار کیا ہے، وہاں اس نے قابلِ رشک طور پر اپنے کلچر کے بنیادی اصولوں کو بھی قائم رکھا، اور ان کی حفاظت کی ہے۔ اس کلچرل امتزاج کی جو نوعیت اور کیفیت بھی ہو، اور اس کے اثرات کی مدت خواہ کتنی ہی ہو، اسلام نے ہمیشہ ہی اس بات سے انکار کیا ہے، کہ وہ بیرونی اثرات سے اتنا متاثر ہو کہ اس کی اپنی شکل ہی بدل جائے۔

موجودہ زمانہ کے زبان و ادب اور سیاست و معاش کے متعلق اندرون اور بیرونِ ملک کے بحث و جدال بھی کھلے کھلے طور پر مسلمانوں کی اس وفاداری (جو بعض اوقات حدِ اعتدال سے بھی آگے گذر جاتی ہے) اور مستعدانہ فکر کے آئینہ دار ہیں، جو وہ اپنی روایات اور کلچر کی حفاظت کے لئے کرتے ہیں۔ اسلامی کلچر اپنے معنویات و تصورات کے رُو سے بنیادی طور پر مذہبی ہے۔ اس لئے جیسا کہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسے چاہیئے تھا، اس نے ہر ایسی تحریک سے کسی قسم کا سمجھوتہ روا نہیں رکھا، جو اس کی مذہبی بنیاد کو ذرا بھی کمزور کرے۔ لیکن دوسری طرف اس نے اپنے تار و پود میں شامل کرنے کے لئے ایسے خارجی عناصر کا ہمیشہ کھلے ہاتھوں خیر مقدم کیا ہے، جن سے اس کا ملاپ ہو سکتا ہے، یا جن کو مذہب کے اصل مقصد و مدعا کے تحت لایا جا سکتا ہے۔ اور اس طرح وہ ان عناصر کو بھی فوراً اپنی طاقت و استحکام عطا کر دیتا ہے۔

ابتدائی زمانہ میں اسلام پر یونانی فلاسفی کا بہت گہرا رنگ چڑھا ہے، جو یقیناً اس کی روح اور مغز سے کلیتہً مطابقت نہ رکھتی تھی اس علم کی نشأۃ ثانیہ کو بعض اوقات حصارِ ایمان پر ایک حملہ تصوّر کیا گیا ہے۔ بعض مسائل جو یہ اپنے ساتھ لایا، وہ مخالفِ اسلام تو نہیں، مگر غیر اسلامی ضرور سمجھے گئے۔ علمی مباحثات میں جو طبعی طور پر پیدا ہو گئے، معتزلانہ رجحانات صاف طور پر نظر آ رہے تھے، اور ایمان خطرہ میں تھا۔ تاہم آخر میں غزالی جیسی شخصیتوں کی عظیم الشان کوششوں کی بدولت یونانی فلسفہ اسلام کے مطابق کر لیا گیا۔ اور اس طرح وہ خطرہ جو سر پر منڈلا رہا تھا دُور ہو گیا۔ اس خلط ملط سے اسلام نہ صرف یہ کہ صحیح سالم نکل آیا، بلکہ اس کا ثقافتی ذخیرہ اس یونانی میراث کی وجہ سے بہت بڑھ گیا جسے بالآخر وہ جذب کرنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ اس کے نتیجہ میں ایک نیا علم کلام پیدا ہو گیا جس نے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کے تخیلات اور زندگی پر نہایت گہرا اثر ڈالا۔ ایران میں بھی جذب کا ایک ایسا ہی عمل رنگو مختلف حالات میں جاری رہا۔ ایرانی کلچر جو اپنی اصلیت اور روح کے لحاظ سے آرین تھا، فاتح عربوں کی سامی ذہنیت سے بالکل اجنبی تھا پھر بھی ہم دیکھتے ہیں، کہ ایک صدی کے مختصر عرصہ میں سامی اور آرین تہذیبیں ایک ہم آہنگ وحدت میں ڈھل گئیں۔ بلاشبہ تاریخ میں یہ ایک غیر معمولی واقعہ ہے جس کے نتائج بہت دُور رس ہیں۔ عربوں کو ایرانی اور ایرانیوں کو عرب بنائے جانے کا عمل جاری ہوا۔ اور انقلابی تغیرات کے باوجود اسلامی ثقافت نہ صرف یہ کہ اپنی جگہ پر جمی رہی، بلکہ جذب کرنے کی وجہ سے یہ آزادانہ اور نہایت کثرت سے بابرگ و بار ہوئی، جس سے دونوں قوموں کو فائدہ پہونچا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس باہمی مصالحانہ عمل کی وجہ سے ایک مشترک کلچر نے جنم لیا جو نہ عربی تھا اور نہ ایرانی۔ بلکہ اپنی خصوصیات اور بناوٹ کے اعتبار سے اسلامی تھا۔ سامی تہذیب کی درشتی ایرانیوں کی شستگی سے نرم ہوگئی۔ ایرانیوں نے اپنی جگہ کرخت عربوں سے ملنے پر اپنی قومی وضع کو مضبوط بنا لیا۔ نہایت ذی فہم لوگ ہونے کی وجہ سے انہوں نے عربی زبان میں بہت جلد دسترس حاصل کر لی۔ اور اپنی کثیر تصانیف سے اسلام کی عموماً اور عربی لٹریچر کی خصوصاً نمایاں خدمت سرانجام دی۔ یہ بات عام طور پر معلوم نہیں کہ مذہبی اور مذہب کے متعلق مضامین کے بڑے مصنفین میں سے بعض ایرانی نسل کے تھے صحاح ستہ میں سے چار یعنی بخاری، مسلم، ترمذی، اور نسائی کے مصنف خراسان کے باشندے تھے۔ اس کا یہ مطلب نہیں، کہ اس اختلاط کا عمل سراسر اچھا تھا۔ بلکہ معاملہ اس کے برعکس تھا۔ معاشرتی نظام اور سیاسی طرز عمل میں بھی تبدیلیاں عمل میں لائی گئیں، جو غالباً اسلام کے مسلمہ اصول کے موافق نہیں تھیں۔ نہ اس کا یہ مطلب ہے، کہ اس کے خلاف اثرات کام نہیں کر رہے تھے۔ درحقیقت عربوں کے تمدنی اقتدار کے خلاف کارروائیوں کے طور پر شعوبیہ تحریک کی طرح کی تحریکیں ظہور میں آئیں۔ اور ان کے مجموعی اثر نے عباسی حکومت کو کمزور کر دیا۔

یہ تحریکیں اپنی اصلیت میں قومی اور سیاسی تھیں۔ اور یہ اس کلچر کے خلاف نہیں تھیں، جو عربوں اور ایرانیوں کی متحدہ کوششوں کے نتیجہ میں پیدا ہوا تھا۔ اس مشترک کلچر پر دونوں قومیں خوشی اور فخر محسوس کرتی تھیں اگرچہ اس کلچر کی ظاہری شکل میں تبدیلیاں ہوئی ہونگی، مگر اس کی مذہبی بنیاد غیر متزلزل رہی۔

دوسرے ممالک میں بھی جہاں اسلام پہونچا، بالخصوص ہندوستان میں ایسی ہی تبدیلیاں عمل میں آئیں۔ اور اسلام کی حیرت انگیز صلاحیت قبول نے اس کی کلچرل مطابقت کی رفتار کو تیز کر دیا۔ تاہم اس عمل مطابقت میں ہر حالت میں یہ شرط ہوتی تھی، کہ اس عمل کے کسی درجہ پر بھی مذہب کے بنیادی اصول کو جو اسلامی کلچر کے زیر اثر تھے، کسی طور پر بھی نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔ مسلمانوں نے خواہ وہ کسی ملک میں پیدا ہوئے ہوں، یا کسی مقام کو انہوں نے اپنی جائے رہائش بنا لیا ہو، اپنے کلچر کی مذہبی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہیئت سالمہ کی حفاظت کے لئے اپنی گذشتہ تاریخ میں جس غیر معمولی جوش کا اظہار کیا ہے، اس نے اِس وقت تک ان کے اتحاد کو قائم رکھا ہے۔

موجودہ بحث کے دوران میں ہمارا یہ کام بھی ہے، کہ ہم بتائیں کہ اپنے ایمان کے لئے مسلمانوں کی وفاداری اور اپنی کلچرل انفرادیت کو بچانے کے لئے ان کی انتہائی احتیاط کبھی بھی کلچرل امتزاج کے راستہ میں روک ثابت نہیں ہوئی۔ اور نہ اس کی ضرورت تھی، بلکہ انسانی معاملات میں آسمانی بادشاہت اور اس کے متعلقات نے کسی قسم کی روک ڈالنے کے بجائے مفاہمت کے لئے راستہ ہموار کیا ہے۔ تاریخ کا ایک منصفانہ اور بے لاگ مطالعہ بتاتا ہے، کہ یہ تشدد کی تلوار اور آگ نہ تھی، جس نے دنیا کے مختلف حصوں میں مسلمانوں کو متمکن ہونے میں مدد دی، بلکہ یہ ان کی مذہب کے لئے سچی دُھن اور لگن تھی، جس کے ساتھ یہ خیال بھی کام کر رہا تھا، کہ خدا تعالےٰ صرف مسلمانوں ہی کا رب نہیں، بلکہ وہ رب العالمین یعنی تمام جہانوں کا رب ہے۔ اس نے مسلمانوں کو امت وسطیٰ بنایا ہے۔ اور ان پر مختلف قوموں کے درمیان میل جول اور خیر خواہی کے جذبات پیدا کرنے کی بھاری ذمہ واری ڈالی ہے۔ اور ان کا فرض قرار دیا ہے، کہ وہ اپنی جدوجہد میں اپنے پروردگار کے ساتھ جو رب العالمین ہے صلح کرانے میں قوموں کے مددگار بنیں۔ دُنیا نے اب تک جان لیا ہوگا، اور اگر ابھی نہیں جانا، تو جلد یا بدیر جان لے گی، کہ سقراط اور افلاطون سے لیکر اب تک کے تمام فلاسفر انسانی اخلاق کا کوئی ایسا ضابطہ ترتیب دینے میں ناکام ہو چکے ہیں، جو انسانوں کو اس قابل بنا سکے، کہ وہ پُرامن زندگی بسر کریں، اور دوسرے انسانوں کے حقوق کا ایسا پاس کیا کریں، کہ قومی اور انفرادی طور پر لوگ اپنی زندگی بے روک ٹوک بسر کر سکیں۔ اسلامی نقطۂ نگاہ سے اس ناکامی کی وجہ ان کے ہاں اس رب العالمین خدا کی ہستی پر ایمان کا فقدان ہے جس کی نظر میں کوئی منتخب قوم یا کوئی منظور نظر نسل نہیں۔ مسلمانوں کا یہ پختہ ایمان ہے، کہ کوئی تہذیب کسی ایسے اخلاقی ضابطہ کے سہارے نہیں ٹھہر سکتی، جسے انسان نے تجویز کیا ہو اور جس کے شامل حال الٰہی مدد نہ ہو۔ اور جو کسی ایسے آسمانی وجود کو تسلیم نہ کرتی ہو، جس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سامنے نہ صرف افراد بلکہ قومیں بھی اپنے اعمال کے لئے جوابدہ ہیں۔

رب العالمین خدا کی وحدانیت کے اسی تصوّر میں سے اسلامی کلچر کی حقیقی رُوح کا چشمہ ابلتا ہے ۔۔۔ وہ روح جو اسلام کے ان اساسی قوانین سے ہم آہنگ ہے۔ جنہوں نے تہذیب کو نوع انسانی کے لئے باعث رحمت و برکت بنادیا ہے۔ ہم اس جگہ ان میں سے صرف تین اصول بیان کرتے ہیں۔

(ا) مساوات اور اخوت انسانی۔ (ب) رواداری اور آزادی کی روح (ج) ترقی علم۔

(ا) صرف مساوات اور اخوتِ انسانی ہی کا ایک ایسا تصوّر ہے، جو اسلام کی جامد وحدانیت سے مطابقت کھاتا ہے۔ ایک منصف خدا کی مخلوق ہونے کی وجہ سے ضروری ہے، کہ تمام بنی نوع انسان کو ایک دوسرے کا بھائی سمجھا جاوے، اور سب کو ایک حیثیت دی جاوے اور سب سے برابر کا سلوک روا رکھا جاوے۔ اس خیال سے کہ کہیں آپؐ کی وفات کے بعد اس عظیم الشان اصل کے متعلق کوئی شک وشبہ نہ پیدا ہو جاوے، آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری خطبہ میں جو حضور نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر دیا فرمایا:۔

"اے لوگو! سنو تم سب ایک دوسرے کے بھائی ہو۔ تم میں سے ہر ایک کی جان، مال اور عزّت اِس دن اِس مہینہ اور اِس شہر کی طرح معزز ہے۔ سنو! کسی عربی کو عجمی پر یا عجمی کو عربی پر فضیلت نہیں۔ تم سب آدم کی اولاد ہو۔ اور آدم مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔ اور تمہاری عورتیں! تمہاری عورتیں!! دیکھو ان کے معاملہ میں تقوی اللہ اختیار کرنا۔ جس طرح تمہارے حقوق ان پر ہیں، ان کے حقوق تم پر ہیں۔ اور تمہارے غلام! تمہارے غلام!! دیکھو ان سے انصاف کا برتاؤ کرنا، ان کو وہ کھلانا جو تم کھاتے ہو، اور ان کو وہ پہنانا جو تم پہنتے ہو"

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کے ان دلکش اور اثر کرنے والے الفاظ کا آجتک احترام کیا جاتا ہے۔ سنگین مصنوعی امتیازات کو ہر جگہ دبایا گیا۔ اسلام کے ارتقاء کی کسی منزل میں بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باقاعدہ ریکارڈ میں آنے لگا ہے، تو ہمیں کوئی ایسا ارتقاء نظر نہیں آتا، جیسا کہ مذہب کے منکر ہم سے منوانا چاہتے ہیں۔ بے شک مذہب کا ہر دور اپنا مخصوص پیغام لایا ہے، اور بے شک ہر دور میں ایک تبدیلی اور ایک ترقی نظر آتی ہے، لیکن ہمیں یہ نظر نہیں آتا، کہ ابتداء میں جو مذہبی رہنما دنیا میں آئے، انہوں نے تو توہمات کی تعلیم دی ہو، یعنی مثلاً درختوں، جانوروں اور ستاروں وسیاروں وغیرہ کی پرستش سکھلائی ہو، اور بعد میں آہستہ آہستہ یہ تعلیمیں ایک خدا کے خیال میں بدل گئی ہوں۔ بلکہ اس کے برعکس یہ نظر آتا ہے، کہ شروع ہی میں ایک خدا کا خیال پیش کر دیا گیا تھا۔ بعد میں یہ خیال اپنی تفاصیل کے لحاظ سے خواہ کتنا ہی بدل گیا ہو، اور ان تفاصیل کے نتیجہ میں وہ عملی تعلیم جو مذہب نے آخر جا کر پیش کی ہو، پہلے سے کتنی ہی مختلف کیوں نہ ہو، لیکن اصولی صورت میں ایک خدا کا خیال قدیم سے قدیم مذہب میں بھی ہمیں موجود نظر آتا ہے۔ لیکن مذہب کے منکر عموماً مذہب کے تاریخی حصے کو نظر انداز کر دیتے ہیں، اور کہتے ہیں، کہ یہ تو اس زمانے کی بات ہے، جبکہ مذہب کی ایک معین شکل بن چکی تھی۔ ہمیں تو اس سے بھی پہلے کا حال معلوم کرنا چاہیئے۔ اور اس زمانے کے متعلق چھان بین کرنی چاہیئے، جبکہ انسانی سوسائٹی ابھی بالکل ابتدائی حالت میں تھی، اور انسانی تمدن کو پیدا ہوئے کوئی زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا۔ ایسے زمانے کے حالات تاریخ میں تو ملتے نہیں۔ لیکن یہ لوگ کہتے ہیں، کہ ابھی دنیا میں کئی ایسی قومیں باقی ہیں، جو تہذیب و تمدن اور علم کے لحاظ سے بالکل ابتدائی حالت میں ہیں۔ اگر ایسی قوموں کے حالات کا مطالعہ کیا جائے، تو ہمیں انسانی کلچر کے ہر شعبے کی ابتداء کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔ پھر آثار قدیمہ یعنی وہ ریکارڈ جو پتھروں اور تصویروں کی صورت میں یا روزمرہ کے استعمال کی چیزوں کی صورت میں ہمیں مل جاتیں اور جن سے قدیم سے قدیم انسانوں کے حالات معلوم کئے جا سکتے ہوں، ان سے ہمیں یہ پتہ لگ سکتا ہے، کہ ابتداء میں مذہب کی کیا صورت تھی لیکن قدیم قوموں اور قسم قسم کے آثار قدیمہ کے مطالعہ سے بھی جو کچھ معلوم ہو سکا ہے، یہ ہے، کہ دنیا میں اگرچہ کئی قسم کی توہم پرستی بھی موجود رہی ہے، اور اب تک موجود ہے، لیکن ایک خدا کا خیال اور ایک خدا کی پرستش بھی ہمیشہ سے موجود رہی ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے کہ ایک محقق تو دنیا کی قدیم قوموں کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رنگ کی بناء پر کوئی قانونی یا معاشرتی امتیاز نہیں پایا جاتا۔ ڈیوک پکتھال مرحوم نے لکھا ہے، کہ:-

"اسلام میں رنگ کا تعصّب بالکل ناپید ہے۔ سیاہ و سفید یا زرد اور گندمی رنگ کے لوگ بازاروں مسجدوں اور محلّات میں مکمل مساوات اور دوستانہ طور پر میل جول رکھتے تھے۔ اسلام میں بعض زبردست فرمانروا، اولیاء اور علماء کے رنگ کوئلے کی طرح سیاہ تھے۔ مثلاً جیاش جویمن کا ایک عالم بادشاہ تھا۔ اور اگر کوئی یہ خیال کرے، کہ اس عظیم الشان برادری میں کوئی بھی سفید رنگ کا نہ تھا، تو اسے معلوم ہونا چاہیئے، کہ سنہرے بالوں والے Circassians اور اناطولیہ کے پہاڑی باشندوں سے بڑھکر سفید رنگ کسی کا نہیں۔ اور یہ وہ لوگ تھے، جنہیں بہت ابتداء سے اسلامی برادری میں شامل ہونے کا موقعہ مل گیا تھا۔"

اس موقعہ پر مَیں ایک مشہور شخصیت یعنی مہاتما گاندھی کے ایک اقتباس کو پیش کرنے کی جرأت کرونگا۔ جیسا کہ سب کو معلوم ہے، ان کی واقفیت افریقہ کے متعلق جہاں ابھی حال تک رنگ کا سوال بہت نازک رہا ہے، بہت گہری ہے، آپ لکھتے ہیں:-

"کہا جاتا ہے کہ یورپ کے لوگ جنوبی افریقہ میں اسلام کی آمد سے خائف ہیں ـــ وہ اسلام جس نے سپین کو مہذب بنایا۔ وہ اسلام جو نور کی مشعل لے کر سپین پہونچا، اور جس نے دُنیا کو اخوّت کی بشارت دی۔ جنوبی افریقہ کے یورپی باشندے اسی لئے اسلام کی آمد سے خائف ہیں کہ ان کو اس بات کا ڈر ہے، کہ اگر یہاں کے ملکی باشندوں نے اسلام قبول کر لیا، تو ممکن ہے، کہ وہ سفید اقوام سے برابری اور مساوات کا مطالبہ کریں۔ کیونکہ مَیں نے دیکھا ہے کہ جب کسی زولو[1] نے عیسویت کو قبول کیا، تو محض عیسائیت قبول کرنے سے وہ دوسرے عیسائیوں کی برابری حاصل نہ کر سکا۔ لیکن اس کے برخلاف اگر وہ مسلمان ہوجاتا تو وہ اسی پیالہ سے پیتا اور

[1] جنوبی افریقہ کی ایک کافر قوم کے ایک قبیلے کا فرد:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسی رکابی میں کھانا جس سے مسلمان پیتے یا کھاتے تھے، اور یہی وہ چیز تھی جس کا انہیں خوف ہے۔"

اس پر ہم یہ اضافہ کرتے ہیں۔ کہ شمالی افریقہ نے بربروں کے معاملہ میں ایک سنہری مثال قائم کی ہے۔ شمالی افریقہ میں اسلام پہونچنے سے پہلے ان کی حالت وحشیوں سے بہتر نہ تھی۔ لیکن اسلام کے نور پاش اثرات کے ماتحت نصف صدی کے اندر اندر وہ ایک مہذب قوم بن گئے۔ وہ جلد ہی ذہنی لحاظ سے اس سطح پر پہونچ گئے، اور اس مقام کو انہوں نے حاصل کر لیا، کہ بادشاہوں نے امور مملکت ان کے سپرد کر دیئے۔ ان میں سے بہت سے فوج میں افسر بنائے گئے، اور بعض کو سول کا انتظام سپرد کیا گیا۔

اسلام نے نسلی تفوق اور برتری کے تصوّر کو کبھی بھی روا نہیں رکھا۔ اور اسلام کبھی ان مشکلات میں مبتلا نہیں ہوا، جو نارڈک[1] اقوام کی میراثی برتری کے نظریوں وغیرہ سے پیدا ہوئی تھیں اسلام میں کوئی زرد، بھورا یا سیاہ خطرہ نہیں۔ کوئی "اتحاد رنگی" کی تحریک نہیں۔ ایشیائی علیحدگی کا کوئی سوال نہیں۔ اسی طرح اسلام کے سامنے چھوت چھات کے مسائل کبھی نہیں آئے، جس کا سبب بالکل معمولی ہے، کہ اسلام میں کوئی اچھوت نہیں۔ اسلام نے ہمیشہ زبردستوں کے مقابلہ میں زیردستوں کی حمایت کی ہے۔ اسلام جہاں کہیں بھی گیا ہے، اس کا سب سے پہلے استقبال کرنے والے کمزور اور پامال اشخاص تھے۔ سر ٹامس آرنلڈ لکھتے ہیں، کہ شام میں" وطنی عیسائیوں نے صلیب پرستوں کے مقابلہ میں یقیناً اسلامی حکومت کو پسند کیا تھا۔ اور جب ۱۲۴۴ء میں بیت المقدس آخری دفعہ اور ہمیشہ کے لئے مسلمانوں کے قبضہ میں آگیا، تو فلسطین کے باشندوں نے ان نئے فرمانرواؤں کا دلی خوشی سے استقبال کیا، اور پورے اطمینان اور سکون کے ساتھ ان کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔"

سپین کے یہودیوں نے، جو ایک بد اطوار پادری سے اذیّت اٹھا چکے تھے، عربوں کو اپنا منجی سمجھا۔ مظلوم غلاموں نے جن کی حالت گاتھ حکومت کے ماتحت بدرجہ خراب تھی، مسلمانوں کا پرتپاک

---

[1] فرنگیوں کی ایک نسل ہے، جس کا قد لانبا اور رنگ گورا ہوتا ہے۔ یہ سکنڈے نیویا اور شمالی برطانیہ میں آباد ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خیر مقدم کیا۔ اور یہی وہ لوگ تھے، جو سپین میں سب سے پہلے مسلمان ہوئے۔ اسلام نے کردستان کے ان کُردوں کو جو صدیوں سے کسریٰ کی غلامی میں پڑے تھے، اس کے پنجۂ استبداد سے رہائی دلوائی۔ انہوں نے پھر ایک مرتبہ آزادی کا سانس لیا۔ اور محاربہ صلیبی کے ہیرو صلاح الدین ایوبی جیسے جانباز جوان پیدا کیئے۔ خود ہمارے ملک میں بالخصوص اس کے ساحلی علاقوں میں اسلامی فتوحات سے بہت پہلے اسلام کو استحکام حاصل ہوچکا تھا۔ ذات پات کی سختی اور اصلی باشندوں کی بہت بڑی تعداد کی ملکی حقوق سے محرومی بالواسطہ طور پر ہندوستان میں اسلام کے پھیلنے کا باعث ہوئی ہے جس کا اسی لئے صمیم قلب سے استقبال کیا گیا، کہ وہ انسانوں میں کوئی امتیاز روا نہیں رکھتا۔ اور وہ اچھوتوں کو بھی اسی کلچر کا برابر حصہ دار بناتا ہے، جسے وہ پیش کرتا ہے۔

غلامی کو بطور ایک قانون اور آئین کے اسلام نے کبھی تسلیم نہیں کیا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف قول سے بلکہ اپنے عمل سے بھی غلاموں کی تعداد کو کم سے کمتر کرنے کے لئے لوگوں کو ابھارا ہے۔ حضرت عمرؓ حبشی غلام بلالؓ کو سیدی یعنی اے میرے سردار کہکر خطاب کرتے تھے، اور ملاقاتوں میں ہمیشہ ان کو ترجیح دیتے تھے۔ اسامہ بن زید کو کہ وہ بھی ایک غلام تھے، ایک فوج کا جرنیل بنایا گیا تھا۔ سمیہ لونڈی کے لڑکے زیاد ایران کے گورنر تھے۔ شمالی افریقہ میں قیروان کا انتظام ابوالمہاجر کے سپرد تھا، جو وہ بھی ایک غلام تھے۔ نامور طارق جن کے نام پر جبل الطارق ہے، موسیٰ بن نصیر کے آزاد کردہ غلام تھے۔ خلیفہ واثق باللہ نے امور سلطنت کا انتظام عملاً ایک ترکی غلام اسنر کے سپرد کر دیا تھا۔ ممالیک (جو ایک غلام خاندان تھا) کی حکومت کا سہ صد سالہ عہد مصر کی تاریخ کا ایک زرّین عہد سمجھا جاتا ہے۔ ہندوستان کو چنگیز اور اس کے ذلیل گروہ کی غارتگری سے بچانے میں قطب الدین ایبک اور اس کے غلام جانشینوں کا بہت بڑا ہاتھ تھا۔

کمزوروں اور کم حیثیت کے لوگوں کو اٹھا کر سماج کے خوش قسمت افراد کے ہم مرتبہ کر دینا اُس زمانہ میں انسانیت کے لئے ایک بالکل نیا تجربہ تھا۔ یہ کہتے ہیں ہم بھی اقبال کے ساتھ ہم آہنگ ہوسکتے ہیں:-

عبدِ مسلم کمتر از احرار نیست   خون شہ رنگیں تر از معمار نیست

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیشِ قرآں بندہ و مولےٰ یکے ست بوریا و مسند و دیبا یکے ست

اسلام میں عورت کی حیثیت کا کیا حال ہے؟ اسلام نے اسے ایسی حیثیت دی ہے، جو اس حیثیت سے بڑھکر ہے، جو مشرق و مغرب کے کسی بھی ترقی یافتہ ملک نے اسے دی ہے۔ وراثت اور جائیداد کی مستقل ملکیت کے ایسے حقوق اُسے حاصل ہیں، جن کا جواب کسی سماج میں نہیں ملتا۔ ابھی حال میں ہندوستان کی مجالس وضع قوانین نے عورتوں کے حقوق کے متعلق جو قوانین بنائے ہیں وہ ان سے بہت کم ہیں، جو اسلامی قانون کی رُو سے عورت کو حاصل ہیں۔

(ب) مساوات کی روح کے بعد نظام فلسفہ اور طریق زندگی کے متعلق رواداری کی روح کا نمبر آتا ہے۔ رواداری کی روح کے بغیر کوئی کلچرل ہم آہنگی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس کے یہ معنے ہیں، کہ دوسرے فرقوں کو اپنے اپنے معاشرتی اور مذہبی نظاموں کو قائم رکھنے کے راستے میں کسی قسم کی روک پیدا نہ کی جاوے۔ قرآن مجید میں بھی ایسی آزادی دیئے جانے کی اجازت کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ سورۃ یونس ع۱۱ میں فرماتا ہے:

تو کہدے، کہ اے لوگو! تمہارے پاس تمہارے رب کیطرف سے حق آگیا ہے۔ پس جو کوئی ہدایت کو اختیار کرے، تو وہ اپنی جان ہی کے لئے ہدایت کو اختیار کرتا ہے۔ اور جو بھٹک جائے تو اسکا بھٹکنا بھی اسکی جان پر ہی وبال ہوگا۔ اور میں کوئی تمہارا ذمہ دار نہیں ہوں۔

بعض رومی عیسائیوں کی باغیانہ سرگرمیوں کی وجہ سے خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں یہ سوال پیدا ہوا کہ آیا ان کے چند گرجوں کو توڑا جا سکتا ہے، یا نہیں۔ علامہ قاضی یوسف کے پاس جو اس وقت محکمہ امورِ مذہبیہ کے انچارج تھے، یہ سوال لایا گیا تو انہوں نے معاملہ کو سُنکر بغیر تامل کے فرمایا، کہ مسلمانوں کو ان گرجوں کے برباد کرنے کا قطعًا کوئی حق حاصل نہیں۔ مورخ مقریزی نے اس واقعہ کو درج کیا ہے، کہ کس طرح مفتی اعظم لیث بن سعد کے فتوٰی کی بناء پر حکومت کے خرچ پر اُن گرجوں کو تعمیر کروایا گیا جسے خلیفہ ہادی نے گروایا تھا۔

اب ہندوستان کو لیجئے۔ ہم دیکھتے ہیں، کہ اسلامی حکومت کے دوران میں غیر مسلموں کے ساتھ اسی رواداری کا سلوک روا رکھا گیا۔ نوجوان محمد بن قاسم نے سندھ کی فتح کے مًا بعد یہ عام اعلان کیا، کہ ہندوؤں کو اپنے قوانین اور رسوم ادا کرنے کی پوری آزادی ہے۔ جنگ کے دوران میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چند ایک مندروں کو کچھ نقصان پہونچا تھا۔ برہمن آباد کے ہندوؤں نے جب اس کی شکایت کی، تو حکم دیا گیا، کہ فوراً ان کی درستی کردی جاوے۔ اس کے علاوہ محمد بن قاسم نے حکم دیا، کہ ٹیکس کا تین فیصدی مندروں کی مرمت کے لئے علیحدہ کردیا جایا کرے۔ شہنشاہ بابر نے اپنی آخری وصیت میں اپنے بیٹے ہمایوں کو دوسری نصائح کے ساتھ یہ نصیحت بھی کی، کہ کسی شخص کے خلاف تعصب تمہارے فیصلہ کو متاثر نہ کرنے پائے۔ تمام فرقوں کے جذبات اور احساسات کا احترام کرنا، اگر تم چاہتے ہو، کہ ملک میں امن و امان کا دور دورہ ہو، تو عبادت گاہوں کو کبھی برباد نہ کرنا، اور سب کے ساتھ انصاف کا معاملہ کرنا۔" اکبر کے متعلق تو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ اس کا تو نام ہی بے تعصبی اور انتہائی رواداری کے لئے بطور ضرب المثل مشہور ہے۔ برنیر جو اورنگ زیب کے عہد میں ہندوستان میں تھا، اپنے سفرنامہ میں اس آزادی کی شہادت دیتا ہے، جو غیر مسلموں کو اپنی مذہبی رسوم کی ادائیگی میں اس شہنشاہ کے عہد میں حاصل تھی۔ شہنشاہ اورنگ زیب کو جب یہ شکایت پہنچی، کہ اس کے بعض افسر بنارس کے چند مندروں کے پروہت برہمنوں کے ساتھ سختی سے پیش آتے ہیں، تو انہوں نے اسی وقت ایک فرمان جاری کیا، جس میں اپنے افسروں کو سختی سے حکم دیا، کہ وہ انہیں تنگ کرنے اور ان کے معاملات میں دخل دینے سے قطعاً باز رہیں۔ اورنگ زیب کے متعلق عبس پر ہندوؤں کو مبتلائے آلام رکھنے کا ناحق الزام ہے، آچاریہ پی۔ سی۔ رائے کے ایک اقتباس کو درج کرنے کے لئے شاید ہمیں کسی معذرت کی ضرورت نہیں۔ وہ لکھتے ہیں:۔

اورنگ زیب کے عہد میں بھی ہندوؤں کے پاس حکومت کی بڑی قابل اعتماد جگہیں تھیں۔ بنگال میں اورنگ زیب کے وائسرائے مرشد قلی خاں کے ماتحت بلا شرکت غیرے محکمہ سول ہندوؤں کے ہاتھ میں تھا۔ بعض اہم فوجی ملازمتیں بھی ان کے پاس تھیں۔ جن میں سے درپا نرائن۔ بھوپتی رائے۔ جسونت رائے۔ راگھو نندن۔ لاہوری مل۔ دلیپ سنگھ۔ رام جیون اور دیارام خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ خود دہلی میں بھی محکمہ مال کا افسر اعلیٰ عملاً ایک ہندو تھا۔ مسلمانوں کے عہد میں جس کا دامن تیرھویں صدی سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لیکر جنگ پلاسی تک پھیلا ہوا ہے، ہندوؤں کو کبھی بھی یہ محسوس نہیں ہوا، کہ وہ کسی بدیسی راج میں زندگی بسر کر رہے ہیں"۔ بعض دفعہ یہ کہا جاتا ہے، کہ ہندوستان میں مسلمانوں کے عہد میں کوئی نیا مندر تعمیر نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن اس سے زیادہ کوئی چیز صداقت سے دور نہیں ہو سکتی۔ رائے بہادر لالہ بیجناتھ نے اپنی کتاب ہندوستان ماضی اور حال (India Past & Present) میں اس طرح غلطی کو ظاہر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، کہ آجتک بھی آگرہ اور دہلی میں بہت سے ایسے مندر موجود ہیں، جو اسلامی عہد میں تعمیر ہوئے تھے۔ برندابن، گووندا جی، گوپی ناتھ جی اور مدن موہن جی کے مشہور مندر اسلامی عہد ہی میں تعمیر ہوتے تھے۔

(ج) اسلامی ثقافت کی روح کا مخصوص اظہار بھی ان کوششوں میں ملتا ہے، جو مسلمانوں نے فنون کو پھیلانے اور علم و ادب کو ترقی دینے میں کیں۔ وہی وسیع روح جو ہندوستان اور دوسرے ملکوں میں اسلامی طرز حکومت کا طرۂ امتیاز تھی، علم کو پھیلانے میں بھی ہمیں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ یہ انہیں کی حوصلہ افزائی تھی، کہ مسلمانوں نے علم کے خزانوں کو خواہ وُہ بازنطینی حکومت میں تھے، یا ایران میں، ہندوستان میں تھے یا چین میں، غرض جہاں کہیں بھی وہ تھے، انہیں ڈھونڈ ڈھونڈ کر نکالا۔ انہوں نے تمام ذرائع سے جو انہیں میسّر آئے، علوم کو جمع کیا۔ نسطوری عیسائیوں سے بھی، یہودیوں سے بھی اور قدیم ایرانیوں اور ہندوؤں سے بھی۔ فزیکل سائنس کے مطالعہ میں تجرباتی طریق کو سب سے پہلے مسلمانوں ہی نے رائج کیا۔ اور انہیں نے سب سے پہلی رصدگاہیں قائم کیں۔ علم، ادب اور فلسفہ کا کوئی شعبہ ایسا نہیں تھا، جو ان کی فہیمانہ تحقیقات کی زد سے باہر رہا ہو۔ مشرق و مغرب میں علم کی اجارہ داری صرف اِن لوگوں کو حاصل تھی، جو مخالفین مذہب کے نام سے مشہور تھے۔ مسلمانوں نے عبادتگاہوں اور راہب خانوں سے کتابیں ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر نکالیں، ان کا ترجمہ کیا، اور ان کتب کی مشترکہ دولت بنا دیا۔ دارالخلافہ خواہ وہ بغداد اور دمشق میں رہے ہوں، یا قاہرہ اور قرطبہ میں ہمیشہ علم کا مرکز رہے ہیں۔ خود خلفاء علم کے سرپرست ہوتے تھے۔ اور اس کے چھپے ہوئے خزانوں کو باہر نکالنے میں بڑی بڑی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رقمیں خرچ کرتے تھے۔ انہوں نے عظیم الشان یونیورسٹیاں قائم کیں۔ جہاں علم کے ہر ایک شعبہ کی تعلیم کا انتظام تھا، اور لائق عالموں کی زیرِ نگرانی تحقیق کا کام ہوتا تھا۔ علم کی ان درسگاہوں میں تمام دُنیا کے طلباء جمع ہوتے تھے۔ قرطبہ میں عیسائی طلباء کی ایک بہت بڑی جماعت تھی، جس نے اپنے وقت میں عربی علوم و فنون کو یورپ کے اکثر حصوں میں پھیلایا۔ کتابوں کے جمع کرنیکے شوق نے تو سچ مچ ایک جنون کی شکل اختیار کر لی تھی جس کا طبعی نتیجہ یہ ہوا، کہ بہت سی لائبریریاں قائم ہوگئیں۔ قرطبہ کے شاہی کتب خانہ میں چار لاکھ کتابیں تھیں۔ خلیفہ کو کتابوں کے جمع کرنیکی اس قدر دھن تھی، کہ جب عباسی خلیفہ مامون اور مائیکل ثالث (Greek Emperor) کے درمیان ایک معاہدہ لکھا گیا۔ تو کہا جاتا ہے، کہ اس کی ایک طے شدہ شرط یہ بھی تھی، کہ قسطنطنیہ کی لائبریری خلیفہ کے سپرد کر دی جائیگی۔ سپین کے عبدالرحمٰن الثالث کو خوش کرنے کے لئے بازنطینی شہنشاہ کو اس سے بہتر اور کوئی چیز نہ ملی، کہ اس نے Dioscorides کی دوا سازی کی کتاب کو نہایت خوبصورت جلد بندھوا کر پیش کیا۔ اور چونکہ اس وقت تک ابھی مسلمانوں کو یونانی زبان نہیں آتی تھی، اس لئے اس بیش بہا تحفہ کے ساتھ نکولس (Nicolas) نام ایک راہب کو بھیجا گیا۔ تا وہ کتاب کا عربی میں ترجمہ کر دے۔

کتابوں کی اس تلاش اور علم کی افزائش نے جس میں مختلف مذاہب اور فرقوں نے کام کیا، اعلیٰ مقاصد کے لئے ملکر کام کرنے کی روح پیدا کر دی، اور بہت سی فرقہ دارانہ گتھیوں کو سلجھانے میں مدد دی۔ علم کے اس عظیم الشان شوالہ کے گرد اس عہد کی رواداری اور آزادی کی فضا سانس لے رہی تھی۔ خلیفہ ہارون الرشید نے یہ حکم جاری کر رکھا تھا، کہ مملکت کی ہر مسجد کے ساتھ ایک سکول ہو۔ اور ایک نسطوری عیسائی یوحنا میسو کو تعلیم عام کا جنرل سپرنٹنڈنٹ بنا دیا تھا۔ عبدالرحمٰن الثالث کے دربار میں یہودی عالم Hasdai نامی کے عیسائی کیمیادان Nicolas نامی کے ساتھ انتہائی گہرے دوستانہ تعلقات تھے۔ ادب کے مختلف میدانوں میں حقیقی طور پر مسلمانوں نے کیا امداد دی؟ اس کا شمار موجودہ مضمون کے دائرہ سے باہر ہے۔ اس موقعہ پر ہم صرف یہ بتا سکتے ہیں، کہ دُنیا ہمیشہ مسلمانوں کی ممنون احسان رہے گی ــــ نہ صرف اس لئے کہ انہوں نے قدماء کے ذہنی خزانوں کو گوشۂ گمنامی سے نکالا، بلکہ اس لئے بھی کہ انہوں نے اپنی پیدا کار اور تخلیقی روح کی برکت سے اس دولت میں بہت بڑا اضافہ بھی کیا۔ یہ کلیۃً مسلمان علماء کی سر توڑ جد و جہد تھی، جس نے یورپ کی اس علمی آزادی کو ممکن بنا دیا۔ جس نے بعد میں نشاۃ ثانیہ (Renaissance) کی شکل میں ظہور کیا ۞

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات

(۲)

(از جناب گیانی واحد حسین صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

بابا نانک صاحبؒ کی یادگاریں اور مسلمان

کئی ایسے مقامات مسلمانوں کے قبضہ میں آجتک چلے آتے ہیں، جہاں حضرت بابا نانک صاحبؒ تشریف لے گئے، اور چلہ کشی کی۔ مسلمانوں کی بابا صاحبؒ سے محبت کا اندازہ اسی سے لگایا جا سکتا ہے، کہ انہوں نے آپ کی یادگاروں کو آجتک بڑی عزت و احترام سے قائم رکھا۔ یہ یادگاریں ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کی زیارتگاہیں بنی ہوئی ہیں۔ چند کے نام یہ ہیں:۔

۱- گوردوارہ نانک جھیرہ - محافظ مسلمان ہیں - (خورشید خالصہ صفحہ ۲۱۹ و سری گوردوارے درشن صفحہ ۳۷)

۲- گوردوارہ بغداد صاحب - " " " (سری گوردوارے درشن صفحہ ۵۶ مصنفہ ٹھاکر سنگھ)

۳- " ملتان شہر - " " " " صفحہ ۵۱ " " " ")

۴- " سرسہ صاحب - " " " " صفحہ ۴۲ و خورشید خالصہ صفحہ ۲۱۹)

۵- " ڈگانا صاحب - " " " (خورشید خالصہ صفحہ ۲۲۲ مصنفہ باوا نہال سنگھ)

۶- " بالا کوٹ " " " (رسالہ امرت ماہ نومبر ۱۹۳۸ء مضمون سردار گوربخش سنگھ)

۷- ۱۹۱۴ء میں جنگ عظیم کے دوران میں جب سکھ پلٹنیں بغداد پہونچیں، تو ان کے سرداروں نے ایک مقام دیکھا، جہاں بابا نانک صاحبؒ نے شاہ بہلول صاحب سے گفتگو کی تھی۔ اس جگہ کے مجاور سید محمد یوسف صاحب نے بیان کیا، کہ وہ دسویں پشت اس جگہ کے جانشین مقرر ہوئے ہیں۔ اس مقام کے ارد گرد ایک دیوار بنی ہوئی ہے۔ جس میں ایک کتبہ لگا ہوا ہے۔ کتبہ پر حسب ذیل حروف منقش ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گورومرا وایلدی حضرت رب المجید بابا نانک فقیر اولہ تاکہ عمارت جدید بدید امداد ابدوب کلدی کہ تاریخندہ یا پدی ثواب اجرائیدہ النبی مرید سعید- ۹۲۷ سندھ۔

گورمت سدھانت ص۱۴۲ مصنفہ پرتاپ سنگھ)

اس کا ترجمہ جو سنٹرل سکھ کمیٹی بغداد نے کرا کر بھیجا ہے اور جسے سردار گوربخش صاحب شمشیر نے رسالہ امرت میں درج کیا ہے، یہاں نقل کیا جاتا ہے:۔

"دیکھو حضرت پروردگار بزرگ نے کیسی مراد پوری کی ہے، کہ بابا نانک کی تعمیر نئے سرے سے بن گئی۔ سات بڑے بڑے ولیوں نے اس میں امداد کی۔ اور اس کی تاریخ یہ نکلی کہ نیک بخت مرید نے پانی کے لئے زمین میں فیض کا چشمہ جاری کر دیا۔"

(رسالہ امرت ماہِ نومبر ۱۹۳۸ء ص۳۸)

۸۔ گیانی ڈاکٹر اوتار سنگھ صاحب اپنے سفر کے حالات تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

"افغانستان میں ایک گوردوارہ جس کا نام "زیارت شاہ ولی بابا نانک" ہے، قندھار سے جنوب مغرب کی طرف ۲۵/۳۰ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ بمشکل ۸ مربع فٹ کا ایک ٹھڑا۔ اس کا مجاور ایک مسلمان مسمی نور بادشاہ ہے، جو اشنان کئے بغیر کسی شخص کو اندر نہیں جانے دیتا۔ اس مجاور کے ہاتھ کا سب سکھ اور ہندو کھا لیتے ہیں۔"

(اخبار شیر پنجاب لاہور کا شہید نمبر ۹ رجون ۱۹۴۰ء)

گوردواروں کو مسلمانوں کے عطیے

۱۔ گوردوارہ نانک جھیرہ ریاست حیدرآباد دکن میں واقع ہے۔ سری اچل نگر حضور صاحب جہاں پر گورو گوبند سنگھ صاحب نے وفات پائی، وہاں سے چالیس کوس اُتّر کی طرف ہے۔ نظام صاحب حیدرآباد دکن نے گذارے کے لئے گوردوارے کے ساتھ جاگیر لگائی ہوئی ہے۔" (سری گوردوارے درشن ص۳۸ مصنفہ گیانی ٹھاکر سنگھ)

۲۔ سردار گوربخش سنگھ صاحب شمشیر اتہاس کرتا سری ننکانہ صاحب زیر عنوان "چندن کا بے نظیر چنور" لکھتے ہیں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"ایک مسلمان فقیر حاجی محمد مسکین صاحب سری گورو نانک صاحب کے پریم میں رنگین سری امرتسر آیا۔ اور ۳ دسمبر ۱۹۲۵ء جمعرات کے دن دو بجے اس نے یہ چنور بڑی عقیدت کے ساتھ مرحوم بھائی ہیرا سنگھ راگی کی معرفت سری دربار صاحب کی نذر کیا تھا۔ اس گورو گھر کے شردھالو نے پانچ برس اور سات ماہ میں بڑی محنت کے ساتھ یہ بے نظیر چندن کا چنور تیار کیا تھا جس کی باریک تاریں ایک لاکھ ۴۵ ہزار ہیں۔ جو ۹ من چودہ سیر چندن میں سے تیار کی گئی ہیں۔ اس دن اکال تخت کے سامنے بڑا بھاری دیوان لگایا گیا۔ وہ چندن کا چنور ایک ساگوان اور ہاتھی دانت کی گولائی کے ساتھ شیشے کے صندوق میں بڑی حفاظت کے ساتھ جلو خانہ میں رکھا ہوا ہے۔ اس چنور کے درشن سادھ سنگت کو کرائے گئے۔ اور فقیر کو سری ہری مندر صاحب کی طرف سے ایک سو پونڈ اور قیمتی دوشالے بطور سروپاؤ عنایت کیے گئے۔" (رسالہ امرت ماہ مئی ۱۹۳۸ء صفحہ ۴۰)

۳۔ ضلع کیمل پور حسن ابدال میں بابا نانک صاحب کے گوردوارہ کو جو پنجہ صاحب کے نام سے مشہور ہے حضرت امام جماعت احمدیہ نے مبلغ پانچ صد روپیہ کی رقم عطا فرمائی۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے سکھ اخبار "شیر پنجاب" لاہور کے ایڈیٹر سردار امر سنگھ صاحب زیر عنوان "خلیفہ قادیان کا پنجہ صاحب کے لئے عطیہ" لکھتے ہیں:۔

"امرتسر ۲۸ فروری۔ خلیفہ قادیان نے ۵۰۰ روپیہ گوردوارہ پنجہ صاحب کی عمارت کے لئے دیا۔" (اخبار شیر پنجاب ۳ مارچ ۱۹۳۵ء)

۴۔ ننکانہ صاحب گوردوارہ سری جنم استھان کے شمال مشرقی دروازہ کے دونوں جانب سنگ مرمر کے دو سفید پتھر دیوار میں چسپاں ہیں جن پر گورمکھی اور اردو حروف میں یہ عبارت مرقوم ہے:۔

ਸੇਵਾ ਕਰਾਈ ਹਕੀਮ ਭੋਲੇ ਖਾਂ (ਪਿੰਡ ਤੂਤਾਂ ਚਕ ਨੰ

੧੦੦ ਰਖ. ਬ੍ਰਾਂਚ (ਜ਼ਿ. ਲਾ. ਲੈਲ ਪੁਰ ੧੭ ਹਾੜ ਸੰ।੯੮੬

سیوا کرائی حکیم بھولے خاں موضع ژڑ کا چک ۱۰۰ رکھ برانچ ضلع لائلپور ۱۷ ہاڑ سمت ۱۹۸۶ بکرمی

ਸੇਵਾ ਕਰਾਈ ਬੇਗਮ ਧਰਮ ਪਤਨੀ — سیوا کرائی بیگم دھرم پتنی حکیم بھولے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حالات بیان کرتا ہؤا صرف یہ بتاتا ہے، کہ وہ قومیں بُری طرح توہمات میں مبتلاء تھیں۔ کوئی چیز نہ تھی، جس کی وہ پرستش کرنے کو طیار نہ تھیں۔ لیکن ایک دوسرا محقق ایسی ہی قوموں کے حالات بیان کرتا ہؤا ہمیں یہ بتاتا ہے، کہ وہ قومیں اگرچہ تہذیب اور تمدّن کے لحاظ سے بہت ادنیٰ حالت میں تھیں، اور ان کی موجودہ مثالیں بھی علم اور ہنر کے لحاظ سے نہایت ہی ابتدائی حالت میں ہیں۔ چنانچہ ان کی دماغی لیاقت کا یہ حال ہے، کہ شاید دس بیس سے زیادہ گن نہیں سکتیں۔ لیکن پھر بھی ان قوموں میں ایک خدا کا خیال موجود تھا، اور ہے۔ اور ایک خدا بھی ایسا جو اَن دیکھا ہو، اور انسانی آنکھ سے پوشیدہ، قدرت کے تمام عجائبات کے پیچھے اپنا کام کر رہا ہو۔

قدیم قوموں میں ایک طرف توہمات اور مشرکانہ خیالات اور مشرکانہ رسوم کا موجود ہونا، اور دوسری طرف ایک خدا کا خیال اور ایک خدا کی پرستش کا پایا جانا صاف بتاتا ہے، کہ خدا کا عقیدہ کسی ایک ابتدائی نقطے سے شروع ہو کر اپنی موجودہ شکل کو نہیں پہونچا۔ بلکہ جیسا کہ مذہب کے ماننے والے کہتے ہیں، وہ ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔ اور یہ توہّم پرستی جو قدیم قوموں میں ہمیں ملتی ہے، صرف اس بات کا ثبوت ہے، کہ ایک خدا کا خیال بنتا اور بگڑتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا، بلکہ خدا کا خیال ایک مسلسل ارتقاء کا نتیجہ ہوتا، تو پھر ہونا یہ چاہیئے تھا، کہ انسان ایک خدا کے خیال میں روز بروز پختہ ہوتا چلا جاتا، اور کم از کم اس ترقی کے زمانے میں جبکہ انسان کے تمام افکار ترقی کی اعلیٰ منزلوں پر پہونچے ہوئے ہیں، ہمیں سب طرف یا تو خدا اور تمام قسم کی پوشیدہ طاقتوں کا انکار نظر آتا یا پھر ایک خدا کا خیال اور ایک خدا کی پرستش نظر آتی۔ لیکن واقعہ یہ نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس ہمیں یہ نظر آتا ہے، کہ خدا کے منکر تو خیر موجود ہیں، اور ہمیشہ موجود رہے ہیں۔ مگر خدا کے ماننے والوں میں اگر ایک طرف ایسے ہیں، جو خدا کے مقابلے میں کسی اور چیز کے خیال کو برداشت بھی نہیں کرسکتے تو دوسری طرف بظاہر ایک خدا کو ماننے والے ایسے بھی ہیں جو طرح طرح کے توہمات میں مبتلا ہیں آج قریبًا ہر مذہب والے اس بات کا اقرار کرتے ہیں، کہ خالص ایک خدا کا خیال جیسا کہ پہلے ان کو سکھایا گیا تھا، اب موجود نہیں رہا۔ وہ کتابوں میں تو موجود ہے، اور مذہبی پیشواؤں کی تعلیم اور ان کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ਰਹੀਮ ਤ੍ਰੇਲੇ ਚਕ ੧ ਮਿਤੀ ਰਮਜ਼ਾਨ ਖ਼ਾਨ موضع ڑڑکا چک ۱۰۰ رکھ برانچ
ਨੰ੧੦੦ ਰਕਬ ਬਰਾਂਚ ਜ਼ਿਲਾ ਲੈਲਪੁਰ ਪਹਿਲੀ ضلع لائل پور ریکم ہاڑ سمت ۱۹۸۶ بکرمی
੧ਹਾੜ ਸੰ ੧੯੮੬ ਹੈ ॥

۵۔ "یہ گوردوارہ (سَن صاحب) سری گورو امرداس صاحب کا ہے۔ اس جگہ گورو صاحب داسو جی جو گورو انگد صاحب کے صاحبزادے تھے کی مخالفت کی وجہ سے آکر چھپ گئے اور کمرہ کا دروازہ اندر سے بند کر دیا اور باہر لکھوا دیا۔ کہ جو کوئی دروازہ کھولیگا، ہم سے بےمُکھ ہوگا۔ سکھ بابا بڈھا جی کو ساتھ لے کر گئے۔ بابا جی نے دروازے پر لکھا ہوا پڑھ کر دوسری طرف سے کمرہ میں نقب لگائی[1] اور اندر جا کر آپکے درشن کئے۔ تب گورو صاحب نے خوش ہو کر فرمایا، کہ جو کوئی اِس سَن صاحب کے راستہ سے گذریگا نجات پا دیگا۔ اس گوردوارے کے ساتھ ایک مسلمان راجپوت چودھری سمند خان صاحب سکنہ کوٹلی نے ۴۸ گھماؤں زمین نہری لگا دی اور ۳۸ روپے سالانہ جاگیر و ۱۲ بیگھے زمین گاؤں کی طرف سے لگی ہوئی ہے۔" (گوردھام درشن صـ ۹۹)

سلطنت مغلیہ اور سکھ گورو صاحبان | گورو نانک صاحب فرماتے ہیں:۔

"تختے راجہ سو بہے جے تختے لائق ہوئے۔ (محلہ ۱ صـ ۱۰۱۰ گرنتھ صاحب)

یعنی خداتعالیٰ اس راجہ کو تخت پر بٹھاتا ہے، جو تخت کے لائق ہوتا ہے۔ اور سری گورو گوبند سنگھ صاحب فرماتے ہیں:۔

بابے کے بابر کے دوؤ   آپ کرے پرمیشر سوؤ
دین شاہ اِن کو پہچانوں   دُنی پت اُن کو انومانوں
جو بابے کے دام نہ دے ہیں   تِن تے گہہ بابر کے لے ہیں

([illegible])

یعنی پرمیشر نے دو تخت بنائے ہیں ایک بابا نانک صاحب کا اور دوسرا بابر بادشاہ کا۔ دین کا بابا نانک صاحب کو اور دُنیا کا بادشاہ بابر کو مقرر کیا۔ جو لوگ بابا نانک صاحب کا حصہ ادا

[1] پنجابی میں نقب کو سَن کہتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کا نام سَن صاحب رکھا گیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہ کریں گے، ان سے بابر کے چھین لیں گے۔ گویا خدا تعالیٰ نے بابا نانکؒ کی گدی کی حفاظت کے لئے بابر کی سلطنت قائم کی ہے۔ چنانچہ واقعات اس پر گواہ ہیں، کہ مسلمان عموماً اور مغل بادشاہ خصوصاً سکھ گورو صاحبان سے نیک سلوک کرتے اور ان کی ترقی کے لئے کوشاں رہتے تھے۔ اس جگہ اختصار کے ساتھ چند واقعات پیش کرتا ہوں۔

۱۔ بھوپال کے کتب خانہ میں شہنشاہ بابر کا ایک وصیت نامہ موجود ہے، جو آپ نے اپنے بیٹے ہمایوں کے لئے لکھا۔ وَھُوَ ھٰذا:-

" وصیت نامہ مخفی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی بشاہزادہ نصیر الدین ہمایوں اطال اللہ عمرہٗ برائے استحکام سلطنت نوشتہ شد۔

اے فرزند مملکت ہندوستان از مذاہب مختلفہ ماموراست۔ الحمد للہ کہ حق سبحانہٗ تعالیٰ بادشاہی آں بتو کرامت فرمود باید کہ تعصبات مذہبی از موج دل نمودہ موافق طریق ہر ملت معدلت کن۔ خصوصاً از قربانی گاؤ بہ پرہیز کہ تسخیر قلوب اہل ہندوستان ست و رعیت ایں ولایت باحسانات شاہی وابستہ شود۔ و منادر و معبد گاہ ہر قومیکہ زیر فرمان بادشاہی ست خراب مکن۔ چناں عدل گستری اختیار کن کہ شاہ از رعیت و رعیت از شاہ آسودہ شود۔ ترقی اسلام از تیغ احسان بہتر ست نہ از تیغ ظلم و از منافشات اہل سنت و شیعہ چشم پوشی کن و الا ضعفِ اسلام موجود ست و رعیت مختلف القلوب را بحکم اربعہ عناصر قائم کن کہ جسم سلطنت از امراض مختلفہ ایمن باشد۔ و کارنامہ حضرت امیر تیمور صاحبقراں پیش نظر باید داشت کہ بامور شہریاری پختہ شوی۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ ۔ یکم جمادی الاولیٰ ۹۳۵ھ"

(منقول از گومیدہ یگیہ صفحہ ۱۵۹ مصنفہ آتما نند)

ترجمہ:- وصیت نامہ مخفی ظہیر الدین محمد بابر بادشاہ غازی جو شہزادہ نصیر الدین ہمایوں اطال اللہ عمرہٗ کے لئے بغرض استحکام سلطنت لکھا گیا۔

اے فرزند! ہندوستان کا ملک مختلف مذاہب سے معمور ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے اس ملک کی بادشاہی تم کو عطا کی۔ تمہیں چاہیئے، کہ دل کو تعصبات مذہبی سے پاک کرکے ہر طریقہ اور ہر ملت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے مطابق انصاف کرو۔ خاص کر قربانی گاؤ سے پرہیز کرو۔ اس سے ہندوستانیوں کے دل مسخر ہو جائینگے اور اس ملک کی رعایا احسانات شاہی سے مسخر ہو جائے گی۔ کسی قوم کی عبادتگاہ یا مندر جو تمہارے زیرنگین ہو برباد نہ کرو۔ ایسی عدل گستری اختیار کرو، کہ رعیت بادشاہ سے اور بادشاہ رعیت سے خوش رہے۔ اسلام کا احسان کی تلوار سے جتنا پھیلا ہے، ظلم کی تلوار سے نہیں ہے۔ سُنّی شیعہ کے جھگڑوں سے چشم پوشی کرو۔ ورنہ اسلام کمزور ہو جائے گا۔ مختلف دلوں کی رعیت میں اربعہ عناصر کی طرح اعتدال پیدا کرو۔ تاکہ سلطنت کا جسم مختلف امراض سے محفوظ رہے۔ حضرت امیر تیمور صاحب قران کا کارنامہ پیش نظر رکھنا چاہیئے۔ تاکہ تمہیں امور سلطنت میں پختگی حاصل ہو۔ وما علینا الا البلاغ۔

۲۔ "گور بلاس پاتشاہی چھ" میں لکھا ہے، کہ اکبر بادشاہ نے گورو امرداس صاحب کی خدمت میں چوراسی گاؤں کی جاگیر پیش کی۔ لیکن آپ نے سری گورو رام داس صاحب کو دلوائی۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

سری مکھ سو گور کین اُچارا — رام داس مالک ربۃ دھارا
تن کو دیہو شاہ تب کینے — چوراسی گاؤں گورو کو دینے
رام داس گور گاؤں سوپائے — اِچھ شاہ کی پور کرائے

(ادھیائے پہلا ۸)

یعنی گورو امرداس نے فرمایا کہ گورو رام داس کو یہ گاؤں دیدو۔ تب بادشاہ نے چوراسی گاؤں گورو صاحب کو دیدیئے۔ گورو رام داس نے گاؤں لیکر بادشاہ کی خواہش کو پورا کیا۔

ان چوراسی گاؤں کے نام یہ ہیں:۔

(۱) جھبال (۲) گدڑی (۳) بگیاڑی (۴) ایماں (۵) ٹھٹھا (۶) کسیل (۷) ڈھنڈ (۸) سُرسنگھ (۹) سنگھ پورہ (۱۰) نوردی (۱۱) پنڈوری تخت مل (۱۲) چبہ (۱۳) گلوالی (۱۴) ابن (۱۵) بہوڑو (۱۶) خبردی (۱۷) میاں پور (۱۸) جگت پور (۱۹) ٹھٹھہ گڑھ (۲۰) ساجڑاں (۲۱) باسرکے (۲۲) کھاپڑکھیڑی (۲۳) تھاندے (۲۴) مولاچک (۲۵) بھراڑی وال (۲۶) گمان پور (۲۷) رام پور (۲۸) وڈالی گورو (۲۹) کوٹ سید محمود (۳۰) گول وڑ (۳۱) رٹول (۳۲) درپال (۳۳) چاٹی ونڈ (۳۴) چھیتے کلاں (۳۵) سلطان ونڈ (۳۶) دُوبرجی (۳۷) تُنگ (۳۸) ولہ (۳۹) دیرکا (۴۰) ننگلی (۴۱) نوشہرہ (۴۲) پل۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۴۳) مراد پور (۴۴) گمٹالہ (۴۵) بل سوچندر (۴۶) ہمیر کمبو (۴۷) میراں کوٹ (۴۸) ماہل (۴۹) گھنو پور کالا
(۵۰) خیر آباد (۵۱) وصول کلاں (۵۲) خاصہ (۵۳) کھور ملیاں (۵۴) ہوشیار نگر (۵۵) ننتھو پور۔
(۵۶) تاجو چک (۵۷) بھکنہ (۵۸) جیجیہ (۵۹) مہاناں (۶۰) راجہ تال (۶۱) بھرو پال (۶۲) بھسے (۶۳)
دودے (۶۴) بیہ (۶۵) سکھو چک (۶۶) گنڈی ونڈ (۶۷) سرائے امانت خان (۶۸) نوشہرہ ڈھالہ
(۶۹) چاہل (۷۰) بھچر (۷۱) سوہل ٹھٹھی (۷۲) گگو بوآ (۷۳) پنج وڑ (۷۴) لالو گھمن (۷۶) مولو وال
(۷۷) موے پور (۷۸) پلالور (۷۹) رسول پور (۸۰) مغل چک (۸۱) روڑے حاصل (۸۲) قد گل (۸۳)
پنڈوری گولہ (۸۴) ملیاں ÷ (گوردھام درشن صفحہ ۹۰ و ۹۱)

۳۔ اکبر کی عطا کردہ جاگیر کے متعلق گیانی ٹھاکر سنگھ صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"سری گورو امر دیو جی مہاراج کا زمانہ اکبر کے ساتھ بہت تعلق رکھتا ہے۔ اکبر سے پہلے بھی تو اسلامی بادشاہوں نے گورو گھر کے ساتھ پریم کیا تھا لیکن اس بادشاہ نے اسلام کا سکھوں کے ساتھ وہ رشتہ قائم کیا، جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ پرگنہ جھبال کے چوراسی گاؤں سری گورو امر دیو بادشاہ کی پیتری پوجیہ بی بی بھانی جی کے نام جاگیر لگادی۔" (رسالہ اپدیشک امرتسر جون و جولائی ۱۹۳۳ء صفحہ ۱۶)

۴۔ مصنف "تواریخ گورو خالصہ" گورو امرداس جی کے حالات میں لکھتے ہیں:۔

"کورو کھشیتر سے چل کر جب دریائے جمنا کو عبور کر کے قصبہ عملی میں پہنچے، تو ٹھیکیدار نے حسب دستور سوا روپیہ فی کس محصول ان سے طلب کیا۔ کیونکہ ان کے ہمراہ ایک بڑا ہجوم تھا انہوں نے محصول دینے سے انکار کر دیا۔ اور کہا کہ ہم فقرا سے تو دھرم راج بھی محصول نہیں مانگتا، تم کیونکر لے سکتے ہو؟ یہ کہکر وہیں مقام کر دیا۔ ان کو دیکھکر جاتری بھی محصول سے بچنے کے لئے وہیں اتر پڑے۔ جب یہ خبر اکبر بادشاہ کو دیوان ٹوڈر مل نے جو گورو صاحب کا معتقد تھا، پہنچائی، تو بادشاہ نے فوراً معافی محصول کا حکم ٹھیکیدار کو لکھ بھیجا۔ جب ٹھیکیدار کے پاس یہ حکم پہونچا، تو کل لوگوں کو معلوم ہو گیا۔ کہ بادشاہ نے گورو امرداس صاحب اور ان کے ہمراہی سکھوں کو محصول سے مبرا کر دیا ہے۔ تو سارے جاتری جو اُن کو دیکھکر اتر پڑے تھے، ان کے سکھ بن گئے۔ اور ان کے ہمراہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بلا محصول چلے گئے۔ ٹھیکیدار کا اس سے بڑا نقصان ہوا۔ اور کہتے ہیں کہ وہ آزردہ خاطر ہو کر بادشاہ کے پاس دہلی واسطے اپنی حق رسی کے چلا گیا۔ اُدھر سارے جاتری ہردوار اشنان کر کے اپنے اپنے گھروں کو بلا روک ٹوک محصول واپس چلے گئے۔" (تواریخ گورو خالصہ اُردو صـــ ۸۳)

۵۔ موضع گوئیندوال کے ایک شخص گوبند نامی نے جو مروا ہے کھتریوں کا گورو تھا، گدی کے متعلق گورو صاحب پر ایک مقدمہ دائر کیا۔ وہ مقدمہ مسلمان حاکم کے سامنے پیش ہوا۔ مرزا جعفر بیگ صوبیدار لاہور نے گورو صاحب کو طلب کیا۔ گورو صاحب خود تو نہ گئے، لیکن بھائی جگّا، کیداری، بولا اور بابا بڈھا وغیرہ پانچ سکھوں کو بھیج دیا۔ حاکم خود گوئندوال گورو صاحب کے پاس پہونچا۔ اور مقدمہ کا فیصلہ گورو صاحب کے حق میں سُنایا۔ مخالف فریق نے دہلی جا کر اپیل کی، جو خارج ہوئی۔ پھر وہ سیاہ جامہ پہنکر بادشاہ کے پاس گیا۔ لیکن بادشاہ نے بھی گورو صاحب کے خلاف ایک نہ سُنی۔" (تواریخ گورو خالصہ صـــ ۴۲۶)

صاف ظاہر ہے کہ مسلمان حاکم گورو صاحبان کی ترقی میں معاون و مدد تھے۔ گورو امرداس صاحب کی خاطرداری کے لئے بادشاہ محصول معاف کر دیتا ہے۔ ہزاروں یاتری محصول سے بچکر اور آپ کی عزت افزائی کا اثر لیکر آپ کے حلقۂ مریدی میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہندو آپ پر مقدمہ دائر کرتا ہے۔ مسلمان حاکم جانتا ہے، کہ سکھوں کی طاقت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ اگر حاکم چاہتا اور گورو صاحب کا مخالف ہوتا، تو فیصلہ مخالف فریق کے حق میں دے کر سکھوں کی طاقت کو تقسیم کر کے کمزور کر سکتا تھا۔ لیکن اس نے ایسا نہ کیا۔ اور اپنی انصاف پروری کا ثبوت دیا۔

۶۔ لالہ سوہن لال صاحب اپنی کتاب عمدۃ التواریخ میں لکھتے ہیں:۔

"القصہ ایں رام داس مرد بزرگ شدہ تا آنکہ در آں روزہا کہ اکبر بادشاہ چند سال در لاہور مقام داشت سخن خداشناسی بگوش بادشاہ رسید بر بعزت و احترام پرداختہ کہ زمینے از حوالی بُریدہ چک لبستہ بفقیر بدہند و از آنجا بہ چک رام داس موسوم ساختت و رام داس در آنجا دہی بنا ساخت۔"
(تتمہ دفتر اوّل صـــ ۲)

ترجمہ:۔ الغرض گورو رام داس بزرگ مرد ہوا۔ ان دنوں میں اکبر بادشاہ نے کچھ سال لاہور میں مقام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا تھا۔ اس کی خداشناسی کی باتیں بادشاہ کے کان میں پہونچیں۔ بادشاہ نے اس کی عزت واحترام میں مشغول ہو کر کچھ زمین مقرر کر کے گاؤں بنانے کے لئے فقیر کو دی۔ وہ جگہ چک رام داس کے نام سے موسوم ہوئی۔ اور گورو رام داس نے وہاں پر ایک گاؤں کی بنیاد ڈالی۔

۷۔ گیانی پرتاپ سنگھ صاحب اپنی کتاب گورمت سدھانت میں بحوالہ امپیریل گزیٹر آف انڈیا لکھتے ہیں:۔

Guru Ramdass first settled near the tank about 1574 and obtaind a grant of the site with 500 Bighas of land from Akbar in 1577.

ترجمہ:۔ گورو رام داس صاحب نے سب سے پہلے ۱۵۷۴ء کے قریب سرووَر (تالاب) کے نزدیک قیام کیا۔ ۱۵۷۷ء میں تالاب کی جگہ اور پانچ صد بیگھہ زمین اکبر بادشاہ سے حاصل کی۔ (گورمت سدھانت صفحہ ۱۰۳)

۸۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں:۔ "اکبر بادشاہ کابل کا دورہ کرتا ہوا گورو رام داس صاحب کو، جو گورو امر داس کے بعد گدی پر بیٹھے تھے، ملنے آیا۔ اس وقت ایک سو ایک اکبری مُہر نذر گورو صاحب کو دی۔ اور لاہور کے حاکم کو حکم دیکر امرتسر کی حد بندی کرادی۔ نیز بادشاہ کے آنے کی وجہ سے رونق بڑھ گئی۔ اور شاہی حاکم اور رعایا گورو صاحب کی طرف مائل ہو گئے۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۶۸)

۹۔ گورو رام داس صاحب کے بعد گورو ارجن صاحب گدی نشین ہوئے، تو آپ کے بڑے بھائی پرتھی چند کو بہت رنج ہوا۔ کیونکہ وہ اپنے آپ کو گدی کا وارث یقین کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے گدی کے حصول کے لئے آپ پر دعویٰ دائر کر دیا۔ اور سلہی خاں حاکم جو اس کا دوست تھا کے پاس موضع ہیری پہونچا۔ تاکہ اس مقدمہ میں اس سے امداد طلب کرے۔ گوربلاس پادشاہی چھ صفحہ ۱۴۳ میں لکھا ہے کہ:۔

"جب پرتھی چند آیا، تو سلہی خاں نے اس کا بہت عزت سے استقبال کیا۔ اور آنے کی وجہ دریافت کی۔ پرتھی چند نے جواب دیا، کہ گورو کی گدی ارجن نے لے لی ہے۔ اور مجھے نکال دیا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تب صلحی خاں نے کہا، آپ آرام سے یہاں قیام فرمائیں۔ جب ہم دہلی جائیں گے، تو بادشاہ سے انصاف کروالیں گے۔ بادشاہ نے مجھے ایک گاؤں جس کا نام ہیر ہے، عطا کیا ہے، سو وہ تم لیلو اور آرام سے زندگی بسر کرو۔ اور جس قدر ضرورت ہو، روپیہ بھی مجھ سے لے لو۔ گورو ارجن صاحب کی طرح مندر بنوا لو۔ تب پرتھی چند نے گاؤں کی معافی کا پٹہ لکھوا کر قبضہ کر لیا۔" (ترجمہ از گورمکھی)

گو صلحی خان گورو ارجن صاحب کا شدید مخالف بیان کیا گیا ہے، لیکن پھر بھی اس شخص نے پرتھی چند کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لئے شریفانہ برتاؤ کیا۔ اور اپنی حاصل کردہ جاگیر اور بہت سا روپیہ دے کر پرتھی چند کو ٹال دیا۔ اور کہا، کہ جب ہم دہلی جائینگے، تو بادشاہ سے فیصلہ کروالینگے فی الحال ایک گاؤں جاگیر اور روپیہ لیکر تم بھی مندر اور تالاب بنالو تاکہ مسند نشینی کا شوق پورا ہوتا رہے۔ اور اس طرح معاملہ کو رفع دفع کر کے اس کو گورو صاحب کی مخالفت سے باز رکھا۔

اس کے بعد لکھا ہے کہ موقعہ ملنے پر صلحی خان نے بادشاہ کے حضور پرتھی چند کی عرض پیش کرادی جہانگیر نے جواب میں کہا:۔

گورو نانک گریہہ کے ہم داسا ان کا نیاؤں سری گور پاسا
گورو رام داس دینی گوریائی سو ہم تے نہیں جات مٹائی
جے گوریائی تم کو ہوتی جیوت دیوت سری گورو جوتی
اب تن کے تم لاگو پائے جہانگیر آس بین الائے

یعنی ہم تو گورو نانک صاحب کے خادم ہیں۔ اُن کا فیصلہ تو گورو ہی کے پاس ہے جس کو گورو رام داس نے گدی دی ہے۔ اس کو ہم نہیں ہٹا سکتے۔ اگر گورو کی گدی پر بیٹھنے کا حق تمہارا ہوتا تو گورو صاحب اپنی زندگی میں ہی تم کو دیدیتے۔ اب تم گورو ارجن صاحب کے قدموں میں گرو۔

پرتھی چند نے اہلکاروں کو رشوت دے کر سفارش کروائی۔ بادشاہ نے اصل بات جان کر پرتھی چند کو بلایا۔ "گوربلاس پادشاہی چھ ص۳۷" میں لکھا ہے:۔

بادشاہ نے پرتھی چند کو بلا کر بہت عزت بخشی۔ اور ارشاد فرمایا کہ جب ہم دہلی سے لاہور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جائیں گے، تو دونوں بھائیوں کی باتیں سُنکر فیصلہ کرینگے۔ آپ اب وہاں نہ جائیں۔ ہم سے ایک گاؤں لے لیں، اور وہاں جس طرح چاہیں آباد ہو جائیں۔ بادشاہ نے پرتھی چند کو گاؤں کی معافی کا پٹا لکھ دیا۔ اور فرمایا کہ ہم لاہور جائیں گے۔ تم ہمارے ساتھ چلنا۔ تب پرتھی چند نے علاقہ مالوہ میں ایک گاؤں جاگیر لے کر رہائش اختیار کی۔"[1] (ترجمہ از گورمکھی)

اس کے متعلق لالہ کنہیا لال نے اپنی کتاب تاریخ پنجاب میں اس طرح لکھا ہے:۔

"پرتھی چند، گورو ارجن جی کا بڑا بھائی جس کو والد نے مسند نشینی سے محروم کر دیا تھا، گورو جی کے ساتھ دشمنی رکھتا تھا، چنانچہ مسند نشینی کا دعویٰ بادشاہ کے رُوبرو کیا۔ بادشاہ نے اس امر میں مداخلت نہ کی۔ مگر اس کے گذارے کے لئے دو گاؤں جاگیر دیدیئے۔ جواب ریاست پٹیالہ کے متعلق کوٹلہ گورو مشہور ہیں۔" (تواریخ پنجاب صـ۲۷ مصنّفہ کنہیا لال)

ناظرین! غور فرمائیں۔ حاکم وقت صلحی خان نے اپنی حاصل کردہ جاگیر پرتھی چند کو دے کر اس کا جوش انتقام ٹھنڈا کیا۔ اور فساد مٹانے کی کوشش کی۔ اور بادشاہ جہانگیر نے کیسے تدبّر سے کام لیتے ہوئے فیصلہ گورو ارجن صاحب کے حق میں صادر فرمایا۔ اور ان کے مدمقابل پرتھی چند کو علاقہ مالوہ میں ایک گاؤں جاگیر عطا کی۔ اور فرمایا، کہ جب لاہور جائینگے تو دونوں بھائیوں کی باتیں سُنینگے۔ اس وقت یہی فیصلہ ہے کہ جس کو باپ گدّی دے گیا ہے، وہی گدّی نشین رہے گا۔ ایسے واقعات کی موجودگی میں کون کہہ سکتا ہے کہ مغل بادشاہ سکھ گورو صاحبان کے دشمن تھے۔ بلکہ وہ تو ہر وقت گورو صاحبان کی ترقی چاہتے اور عطیّات سے مالا مال کرتے رہتے تھے۔

۱۰۔ گورو ارجن صاحب علاقہ ماجھہ سے ہوتے ہوئے دریائے بیاس کے پار موضع ڈلہ میں پہنچے تو آپ کی تعریف سُنکر سیّد عظیم خان صاحب جو کہ جالندھر کے صوبیدار تھے، آپ کی ملاقات کیلئے آئے۔

---

[1] گورو گوبند سنگھ صاحب فرماتے ہیں:۔ "اکبر بادشاہ کا بیٹا جہانگیر دھرم آتما بادشاہ چھتا تھا۔" (انبجے مکت گرنتھ صفحہ ۱۳۱ ساکھی نمبر ۷)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور شبد سُنکر بہت خوش ہوئے۔ اور کہا، میری مرضی ہے، کہ آپ ہمارے پاس رہیں۔ گورو صاحب کو ایک گاؤں آباد کرنے کا حکم دے دیا۔ جس کی بنیاد سمت ۱۶۵۱ بکرمی ۱۲ مگھر کو رکھی گئی۔ اور اس کا نام کرتارپور رکھا گیا۔ (تواریخ گورو خالصہ صـ۴۱۲)

یہ وہی کرتارپور ہے، جو آج سکھوں کے متبرک مقامات میں شمار ہوتا ہے:۔

۱۱۔ بابو نیجا سنگھ صاحب نے اپنی کتاب "راگ مالا کھنڈن" میں سردار بہادر کاہن سنگھ صاحب آف نابھہ کی ایک چٹھی درج کی ہے۔ جس میں سردار صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"کرتارپور والے گورو گرنتھ صاحب کے آخر میں لکھا ہے کہ سمت ۱۶۵۵ بکرمی جہانگیر بادشاہ نے گورو ارجن صاحب کو رقبہ کرتارپور کا دیا۔ دھرم سالہ کو ۴۸۹۶ گھماؤں ۷ کنال ۱۵ مرلے زمین" (راگ مالا کھنڈن صفحہ ۷)

۱۲۔ چندو لال جو بادشاہ کا مشیر خاص تھا، اس نے اپنی لڑکی کا رشتہ گورو ارجن صاحب کے لڑکے کو دینا چاہا۔ لیکن گورو صاحب نے انکار کر دیا۔ اس پر وُہ ہر وقت اپنی ہتک کا بدلہ لینے کی فکر میں تھا۔ چنانچہ اس نے بادشاہ سے شکایت کی۔ کہ گورو صاحب نے جو گرنتھ صاحب بنایا ہے، اس میں اسلام کی توہین کی گئی ہے۔ اس پر شاہی حکم سے سری گورو گرنتھ صاحب دربار میں طلب کیا گیا۔ گورو صاحب خود تو نہ گئے۔ بھائی گورداس اور پانچ سکھوں کو گرنتھ صاحب دیکر روانہ کیا۔ بادشاہ نے چند ایک شبد سُنے اور خوش ہو کر ۵۱ مُہریں بطور نذر دیں اور سکھوں کو جو ساتھ تھے، قیمتی دوشالے دیئے اور ایک خلعت گورو صاحب کے لئے روانہ کیا۔ اور چندو لال کو جھوٹا قرار دیا۔" (تواریخ گورو خالصہ صـ۴۶۶)

۱۳۔ سردار کاہن سنگھ صاحب آف نابھہ اپنی کتاب گورشبد رتناکر میں جس کا نام مہان کوش بھی ہے تحریر فرماتے ہیں:۔

۵ؐ۔ گیانی گیان سنگھ صاحب لکھتے ہیں:۔ جہانگیر نے رعایا کو بہت آرام پہنچایا یا خفیفہ قسم کے جزیے تھے سب کے سب اڑا دیئے اور حکم دیا کہ جو شخص رعایا کے کسی آدمی سے بگاڑ لیگا اسکو سخت سزا دیجائے گی۔ (تواریخ گورو خالصہ گورمکھی صـ۱۲۲۸ حاشیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رگوندوال ۱۱۵۵ روپے کی جاگیر مغل بادشاہ نے دی اور وہ زمین موضع ٹوڈے وال ڈگل والہ اور بھنے وال میں ہے۔" (مہان کوش صفحہ ۱۲۷۷)

۱۴۔ نیز سردار صاحب فرماتے ہیں:۔

"چولا گاؤں ضلع امرتسر سٹیشن پٹی کے قریب ہے مغل راج میں اس کے ساتھ جاگیر لگائی گئی"۔

(مہان کوش صفحہ ۱۴۲۸)

اس کے متعلق کتاب "گوردھام دیدار" میں لکھا ہے:۔ "علاقہ ماجھ میں یہ مشہور گاؤں ہے پہلے اس کا نام بھینی تھا۔ اس جگہ گورو ارجن صاحب کا گوردوارہ ہے اس کا نام چولہ گورو صاحب نے رکھا۔ جب اس جگہ کے نمبردار ۵۵۰۰ روپیہ مالیہ لیکر دہلی گئے، تو اس جگہ کا نام سرکاری خزانہ میں بھی چولا ہی نکلا۔ جس کی اطلاع بادشاہ کو دی گئی تو بادشاہ نے ۳۰۰ روپیہ اور ملا کر ساری رقم واپس کر دی اور مبلغ ۵۸۰۰ روپیہ کی سالانہ جاگیر لگادی۔ جو اب تک قائم ہے اور ایک ہزار بیگھہ ہے۔" (گوردھام دیدار صفحہ ۹۶)

۱۵۔ مصنف تواریخ گورو خالصہ لکھتا ہے:۔ "بھادوں کے مہینے اکبر بادشاہ دورہ کرتا ہوا امرتسر ٹھہرا۔ گورو صاحب کو ملکر بہت خوش ہوا۔ گورو صاحب نے عرض کی، کہ بارش نہ ہونیکی وجہ سے آپ کی رعایا بھوکوں مر رہی ہے۔ اسکی پرورش فرمائی جائے۔ تب بادشاہ نے فرمایا۔ کہ آپ کیا چاہتے ہیں؟ گورو صاحب نے جواب میں کہا۔ کہ رعایا کا معاملہ معاف کردیں۔ تب بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ اور گورو صاحب کے کہنے پر سارے پنجاب کا معاملہ معاف کردیا۔ اور اپنے پاس سے بہت سا غلہ بھی دیا۔ اس پر لوگ گورو صاحب کی بہت عزت کرنے لگے۔" (تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۷۶۷)

۱۶۔ "سری گورو ارجن صاحب لاہور ڈبی بازار میں باولی تعمیر کرانے کیلئے تشریف لیگئے۔ وہاں پر شاہ سلیمان سکنہ بھیلو وال اور شیخ بھیلی شاہ و شاہ عنایت قادری و شاہ حسین وغیرہ مسلمان فقراء سے ملاقات ہوئی۔ اور انکے ساتھ دیر تک تذکرات معرفتِ الٰہی ہوتے رہے۔ آپ کی آمد کی خبر سُنکر حاکم لاہور حسن خان چند امیروں کو ساتھ لیکر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور ملاقات کر کے بہت خوش ہوا۔ اور گورو صاحب کی باولی تیار کروانے میں بہت مدد کی۔" (تاریخ گورو خالصہ صفحہ ۹۶)

(باقی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمونے ہیں تو وہ نظر آتا ہے، لیکن ان کے ماننے والوں کے دلوں میں وہ موجود نہیں، اور ان کے اعمال سے وہ خیال ظاہر نہیں ہوتا۔ اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے، کہ ایک خدا کا خیال بنتا اور بگڑتا رہتا ہے۔ اور اس کے بننے اور بگڑنے پر ذرا بھی تعجب نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ آخر انسان آزاد ہے۔ اور مذہب کے ماننے والے بھی یہی کہتے ہیں کہ خدا نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے۔ اور آزاد رہکر ہی انسان خدا کی تمام صفات کا نمونہ ہو سکتا ہے۔ پس جب انسان آزاد ہے، یعنی آزاد ہے اپنے فکر میں اور اپنے عمل میں، تو وہ مجبور نہیں کہ ہمیشہ ایک ہی خیال پر قائم رہے۔ ہاں چونکہ خدا یہ بھی نہیں چاہتا، کہ کبھی انسان غلطی کرتا کرتا بالکل اندھیرے میں ہی جا پڑے، اس لئے وہ کبھی کبھی بھولے بھٹکے ہوئے انسان کا مُنہ پھر روشنی کی طرف موڑ دیتا ہے۔ اسی وجہ سے ہمیں انسان کی مذہبی تاریخ میں کہیں اندھیرے کے دَور اور کہیں روشنی کے دَور نظر آتے ہیں۔ چنانچہ ہمیں قدیم قوموں میں توہم پرستی کے ہمراہ ایک خدا کا خیال بھی برابر نظر آتا ہے۔

جب ہم مذہب کے منکروں کا خیال تاریخی لحاظ سے غلط پاتے ہیں، تو وہ کہتے ہیں، کہ تاریخی لحاظ سے یہ غلط سہی، مگر نفسیاتی لحاظ سے یہ خیال غلط نہیں ہو سکتا، کہ ایک خدا کا عقیدہ آہستہ آہستہ بعض نہایت ہی ابتدائی اور نہایت ہی ادنےٰ جذبات سے پیدا ہوتا ہے۔ اس میں شک نہیں، کہ اگر نفسیاتی لحاظ سے ہی ایسا ارتقاء ثابت ہو جائے، تو مذہب کے ماننے والوں کے لئے بڑی مشکل کا باعث ہوگا۔ لیکن اوّل تو ہم دیکھتے ہیں، کہ نفسیاتی نظریوں کی اتنی کثرت ہے، اور ان نظریوں کا آپس میں اس قدر اختلاف ہے، کہ اگر ہم یہ کہکر ان سب کو ردّ کر دیں، کہ جس دعوےٰ میں گواہ ایسے الگ الگ بیان دیتے ہوں، وہ دعوےٰ ضرور کچا ہے، تو ہرگز بے جا نہ ہوگا۔ مگر ہم ایسا ہرگز نہیں کہتے۔ بلکہ ایک ایک نظریئے پر غور کرنے کے لئے طیار ہیں۔ شرط صرف یہ ہے، کہ ہمیں وہ نظریۂ تاریخی یا بانیانِ مذاہب کے تمام مخصوص حالات پر حاوی اور مسلّط نظر آئے۔ مثلاً یہ کہنا کہ مذہب خوف کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے، بالکل باور نہیں کیا جا سکتا۔ کیونکہ بانیانِ مذاہب جہاں اور باتوں میں عام لوگوں سے ممتاز نظر آتے ہیں، وہاں نڈر اور بے خوف ہونے کے لحاظ سے بھی وہ دوسروں سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ اور نہ صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نئی کتابوں پر تبصرہ

اسلام اور مسیحیت :-

مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری بامرہ تعالیٰ اپنی عمر طبعی کو پورا کر چکے ہیں۔ اور ان کی عمر کی یہ آخری منزل ہے۔ ایسے وقت میں انہوں نے پادری برکت اللہ ایم۔ اے کی تین کتابوں یعنی "توضیح البیان فی اصول القرآن" "مسیحیت کی عالمگیری" اور "دین فطرت" کا جواب "اسلام اور مسیحیت" کے عنوان سے دیا ہے۔ کتاب درمیانہ سائز کے ۲۲۴ صفحات پر تمام ہوئی ہے۔ اس میں ایک دیباچہ، ایک تمہید اور تین باب ہیں۔ ان تین بابوں میں علی الترتیب پادری صاحب کی تینوں کتابوں کا جواب دیا گیا ہے۔

مولوی ثناء اللہ صاحب ایک کہنہ مشق مصنف ہیں۔ اور اب تک وہ بیسیوں کتابیں تصنیف کر چکے ہیں۔ لیکن اپنی جملہ تصانیف میں سے دو کتابوں کی نسبت انہیں زیادہ یقین ہے، کہ خدا ان کو ان کی نجات کا ذریعہ بنائیگا۔ ان میں سے ایک کتاب "مقدس رسول" ہے، جو رسوائے عالم کتاب "رنگیلا رسول" کے جواب میں ہے۔ دوسری کتاب یہی "اسلام اور مسیحیت" ہے۔ اور ہم بھی یہی سمجھتے ہیں، کہ یہی وہ راہ تھی، جس میں مولوی صاحب کو اپنی قابلیت، علم، طاقت اور وقت کو خرچ کرنا چاہئے تھا۔ اور یہی کام کرنے کا بھی تھا۔ ورنہ "الہامات مرزا" "تعلیمات مرزا" "نکات مرزا" "چیستانِ مرزا" اور "عجائبات مرزا" وغیرہ بے معنی اور لچر رسالے شائع کر کے تو انہوں نے صرف اپنی عاقبت ہی برباد کی ہے۔ کاش وہ ان لاطائل باتوں میں نہ الجھتے۔ اور اس موضوع کو اختیار کرتے، جس کے متعلق انہیں زیادہ یقین ہے، کہ خدا اسے ان کی نجات کا ذریعہ بنائے گا۔

مولوی صاحب نے کتاب کا آغاز "پہلے مجھے دیکھئے" کے زیر عنوان بالکل غیر متعلق طور پر حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اِن تحریرات سے کیا ہے :۔

"مسیح سے مجھے ایک خاص نسبت ہے، اور اس فطرتی مشابہت کی وجہ سے مسیح کے نام پر عاجز بھیجا گیا ہے۔ تا صلیبی اعتقاد کو پاش پاش کر دیا جائے۔ سو مَیں صلیب کے توڑنے اور خنزیروں کے قتل کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔" (فتح اسلام)

"میرے آنیکے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو۔ اور ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آئے۔ دنیا اس کو بھول جائے، اور خدائے واحد کی عبادت ہو۔" (الحکم)

"مَیں عیسیٰ پرستی کے ستون کو نہ توڑوں، تو جھوٹا ٹھہرونگا۔" (بدر)

ان تحریرات کو پیش کر کے مولوی صاحب حیرت کا اظہار کرتے ہیں، کہ مرزا صاحب کی بعثت ہو جانیکے باوجود ابتک عیسویت دنیا میں موجود ہے۔ اور عیسےٰ پرستوں کا نہ صرف یہ کہ شمار بڑھ رہا ہے، بلکہ ان کی طرف سے حملے بھی آئے دن تعداد میں زیادہ اور کیفیت میں سنگین ہو رہے ہیں۔

فرض کیجئے مولوی صاحب کی یہ حیرانی بجا ہے، اور حضرت مرزا صاحب عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑنے میں کامیاب نہیں ہوئے، تو کیا اس سے عیسویت کی تردید اور اس کے مقابلہ میں اسلام کی برتری ثابت ہو گئی، اور اس طرح پادری برکت اللہ صاحب کی کتاب کا جواب ہو گیا؟ بے شک مولوی صاحب سالخوردہ ہیں، اور یہ کتاب انہوں نے ایسے وقت میں لکھی ہے، جبکہ وہ اپنی عمر طبعی کو پورا کر چکے ہیں، لیکن پھر بھی ان کو یہ نہیں بھولنا چاہیئے تھا، کہ وہ ایک عیسائی کی تحریروں کا جواب دے رہے ہیں، اور اس ضمن میں احمدیت پر حملہ بالکل بے موقعہ اور بے محل ہے۔ وہ ایک ہفتہ وار اخبار کے ایڈیٹر ہیں، جس کا ایک مستقل عنوان "قادیانی مشن" ہے اور اس میں وہ احمدیت کے خلاف بہت کچھ اناپ شناپ لکھتے رہتے ہیں۔ اور بعینہٖ یہ اعتراض وہ اس سے قبل پچاسوں مرتبہ کر کے جواب حاصل کر چکے ہیں۔ مثال کے طور پر ۹ راگست ۱۹۳۸ء کا پرچہ "اہلحدیث" پیش کیا جا سکتا ہے، جس میں آپ نے اسی نوع کا اعتراض کیا تھا۔ اور اس کا جواب ہم "ریویو" ماہ اکتوبر ۱۹۳۸ء کے پرچہ میں دے چکے ہیں۔ اس کے علاوہ کتنی ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah
مرتبہ آپ اس فرسودہ اعتراض کو دُہرا کر جواب سُن چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ آئندہ بھی جب تک مولوی صاحب چاہیں اور قدرت ان کو مہلت دے، جاری رکھا جا سکتا ہے۔ لیکن سمجھ میں نہیں آیا، کہ آخر ایک عیسائی کے جواب میں کتاب لکھتے ہوئے یہ کیا ضرورت پیش آئی تھی، کہ اس بحث کو چھیڑا جاتا۔ اس موقعہ پر ایسی غیر متعلق بحث میں الجھنے کا نتیجہ یہ ہوا ہے، کہ پادری برکت اللہ صاحب نے اپنی کتاب کے دیباچہ میں مسلمانوں کے تعصب کے متعلق اپنی طرف سے جو چند تاریخی واقعات بیان کئے تھے۔ مولوی صاحب کی کتاب کا دیباچہ ان کے جواب سے خالی رہ گیا۔

دیباچہ میں مولوی صاحب تینوں زیر بحث کتابوں کا ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں "ان تینوں کے لئے ہم نے اس کتاب میں تین باب تجویز کئے ہیں۔ پہلے باب میں ہماری طرف سے مدافعت ہوگی، دوسرے میں تنقید اور تیسرے میں مدافعت کے علاوہ حسب ضرورت تنقید بھی ہوگی"۔ ہمیں اعتراف کرنا چاہیئے، کہ باوجود کوشش کے ہم مولوی صاحب کی اس تقسیم کو سمجھ نہیں سکے، کہ پہلے باب میں مدافعت، دوسرے میں تنقید اور تیسرے میں مدافعت کے علاوہ حسب ضرورت تنقید بھی، آخر اس کا مطلب کیا ہے؟ بات صاف تھی۔ مولوی صاحب نے پادری صاحب کی تین کتابوں کا جواب اپنی کتاب کے تین بابوں میں دیا ہے۔ پہلے باب میں پہلی کتاب کا جواب ہے۔ دوسرے باب میں دوسری کتاب کا، اور تیسرے باب میں تیسری کتاب کا۔ ہر ایک باب میں مدافعت بھی ہے اور تنقید بھی۔ پھر مولوی صاحب کے یہ لکھنے کا کیا مطلب ہے، کہ پہلے میں مدافعت ہے، دوسرے میں تنقید اور تیسرے میں مدافعت اور تنقید دونوں؟ کیا پہلے باب میں کتاب "توضیح البیان فی اصول القرآن" کا جواب دیتے ہوئے مدافعت کے ساتھ تنقید نہیں کی گئی۔ کیا پہلے باب میں سب سے پہلی بات ہی مولوی صاحب نے تنقید میں پیش نہیں کی۔ اور پھر کیا دوسرے باب میں مدافعت مفقود ہے۔ اور پھر یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ جب مدافعت اور تنقید کے دو علیحدہ علیحدہ ابواب قائم کئے جا چکے تھے، تو پھر تیسرے باب کی کیا ضرورت تھی جس میں بقول مولوی صاحب "مدافعت کے علاوہ حسب ضرورت تنقید بھی ہے"۔ اصل بات صرف اتنی ہے کہ پادری برکت اللہ صاحب کی تینوں مذکورۃ الصدر کتابوں کے جواب کے لئے مولوی صاحب نے اس کتاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں تین باب تجویز کئے ہیں۔ اس کے بعد کی عبارت پہلے باب میں ہماری طرف سے مدافعت ہوگی۔ دوسرے میں تنقید اور تیسرے میں مدافعت کے علاوہ حسب ضرورت تنقید بھی ہوگی" مولوی صاحب پیرانہ سالی کی وجہ سے ذہول کے عالم میں لکھ گئے ہیں۔

تمہید کے بعد پہلا باب شروع ہوتا ہے۔ یہ باب چالیس صفحات میں تمام ہوا ہے۔ پادری برکت اللہ صاحب نے اپنی کتاب توضیح البیان کے ص۱۵ میں لکھا تھا کہ" عالمگیر مذہب کی لازمی شرط یہ ہے کہ اس کے اصول دنیا کے کل ممالک اور اقوام پر حادی ہوسکیں۔ اور اس کا پیغام یہ اہلیت رکھتا ہو کہ زمان و مکان کی قیود سے آزاد ہو۔ اور کسی خاص قوم یا زبان یا ملک سے متعلق نہ ہو۔ تاکہ ہر قوم اور ملک اور زمانہ کے افراد اپنے خاص حالات پر اس کا اطلاق کر کے اس کی تعمیل کر سکیں"

مولوی صاحب فرماتے ہیں۔" عالمگیر مذہب کی یہ تعریف ہمیں بھی مسلّم ہے . . . . . ."

اس کے بعد آگے چلکر آپ پادری صاحب کی دوسری کتاب "مسیحیت کی عالمگیری" سے چند فقرات نقل کرتے ہیں۔ اور پھر اظہار تعجب کی بغلی سرخی دیکر لکھتے ہیں:۔ "پادری برکت اللہ صاحب کے نام کے ساتھ ایم۔ اے کی ڈگری لکھی ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ذی علم صاحب قلم ہیں۔ آپ نے عربی میں منطق نہ پڑھی ہو تو انگریزی میں لاجک ضرور پڑھی ہوگی۔ اس لحاظ سے مَیں آپ کا ایک فقرہ نقل کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ" پہلی شرط کا لازمی نتیجہ یہ ہے، کہ عالمگیر مذہب کے اصول عالمگیر ہوں۔ کوئی بیا مذہب عالمگیر کہلانے کا مستحق نہیں ہوسکتا۔ جس کے اصول عالمگیر نہ ہوں"

منطق کی ہر چھوٹی بڑی کتاب میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ کسی چیز کی تعریف (ڈیفینیشن) دَوری نہیں ہونی چاہیئے۔ . . . . پادری صاحب کے مذکورہ بالا فقرہ میں یہ دَوری تعریف صراحۃً پائی جاتی ہے۔ ایسے متکلم کے حق میں اہلِ منطق کہا کرتے ہیں" تو آشنائے حقیقت نئی خطا ایں جاست"

ہم نے مولوی صاحب کے اس اظہارِ تعجب کو بار بار پڑھا ہے۔ مگر ہمیں قطعًا معلوم نہیں ہوسکا، کہ مولوی صاحب کے اس بیان کا مطلب کیا ہے۔ مولوی صاحب نے پہلے خود ہی پادری صاحب کے متعلق فرض کرلیا ہے، کہ" چونکہ انہوں نے اسلام کے اصول میں عالمگیر ہونے کی عدم صلاحیت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کا ذکر کیا ہے اس لئے ان کا فرض ہے کہ جس چیز کی اسلام سے نفی کریں پہلے اس کی تعریف بتائیں۔ اور پھر خود ہی کتاب کی کسی جگہ کی ایک عبارت نقل کر کے کہدیا کہ واہ واہ پادری صاحب نے اپنے فرض کو خوب پہچانا کہ اس جگہ اس کی تعریف کردی۔ اس کے بعد ایک دوسری کتاب سے چند اقتباسات دیدیئے اور پھر لگے اظہار تعجب کرنے، کہ دیکھو ایک ایم۔ اے کو جس نے مولوی صاحب کی طرح عربی میں منطق نہ پڑھی ہو تو انگریزی میں لاجک ضرور پڑھی ہوگی، کسی چیز کی تعریف بھی نہیں کرنا آتی۔ ہم نے پادری صاحب کی اصل عبارتیں پڑھی ہیں۔ کہیں بھی دَوری تعریف کا اعتراض پادری صاحب پر عائد نہیں ہوتا۔

صفحہ ۱۷۱ و ۱۸۱ پر مولوی صاحب نے اب اور رب کی بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ رب کے لفظ کو چھوڑ کر اب کے لفظ کو اختیار کرنا جس سے غلط فہمی پیدا ہوسکتی ہے، درست نہیں۔ اس موقعہ پر اگر مولوی صاحب رب کے لفظ میں جو وسعت اور بلندی پائی جاتی ہے اور جس کی وجہ سے وہ لفظ اب سے فائق ہے، اُسے بھی بیان کر دیتے، تو عین مناسب تھا۔ مجموعی طور پر یہ باب بہت اچھا لکھا گیا ہے۔

کتاب کے صفحہ ۵۳ سے دوسرا باب شروع ہوتا ہے۔ جس میں پادری صاحب کی دوسری کتاب "مسیحیت کی عالمگیری" کا جواب دیا گیا ہے۔ اور خوب دیا گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ کم سے کم پادری برکت اللہ صاحب کو اس کے بعد اس موضوع پر قلم نہیں اٹھانا چاہیئے۔ اس بحث میں پادری برکت اللہ صاحب نے جس قدر اعتراضات کئے ہیں، وہ فی الحقیقت اسلام پر نہیں بلکہ نفسِ شریعت پر ہیں۔ اور مولوی صاحب کے جوابات کا محوری نکتہ یہ ہے کہ

بازی بازی بار یش بابا ہم بازی

یعنی بائبل مقدس میں بھی تو احکام شریعت موجود ہیں اور اس میں بھی وہ احکام ملتے ہیں، جن پر پادری صاحب نے اعتراض کیا ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، قربانی۔ خوراک کے حلال و حرام کی تمیز۔ قصاص اور بہشت و دوزخ وغیرہ کے مسائل و احکام بائبل میں بھی موجود ہیں۔ اس لئے جو اعتراض اسلام پر ہے، کہ ان احکام کی وجہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس کی عالمگیریت میں فرق آتا ہے، وہی اعتراض بائیبل پر بھی پڑتا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اس بارہ میں یسوعیوں کی پوزیشن بڑی نازک ہے اور انہوں نے دو مخالف سمتوں میں جانیوالی کشتیوں میں پاؤں رکھے ہوئے ہیں۔ مسیح نے انہیں کہا ہے کہ مَیں شریعت کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ کامل کرنے آیا ہوں۔ اسلئے وہ موسوی شریعت کو نہیں چھوڑ سکتے۔ دوسری طرف مقدس پولوس نے انہیں یہ تعلیم دی ہے، کہ شریعت لعنت ہے پس وہ بیچارے کریں تو کیا کریں۔ ع

مصیبت میں پڑا ہے سینے والا چاک داماں کا

جو یہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا جو وہ ٹانکا تو یہ اُدھڑا

صفحہ ۹۹ پر مولوی صاحب لکھتے ہیں، کہ "ہاں قرآن مجید عورت پر جبر نہیں کرتا۔ کہ وہ ضرور شادی کرے۔ کوئی عورت اگر کنواری رہنا چاہے، تو بے شک رہے" ہمیں بہت حیرت ہوئی جب ہم نے "اہلحدیث" کے ایڈیٹر کے قلم سے یہ الفاظ پڑھے۔ کیا مولوی صاحب کا یہی مذہب ہے کہ اسلام میں شادی کرنا ضروری نہیں۔ اگر ایسا ہے، تو کیا آپ حدیث کے ان الفاظ کا مطلب بیان فرمائینگے۔ اَلنِّکَاحُ مِنْ سُنَّتِیْ فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریدہ دہن پادریوں اور عیسائی مناظرین کے اسلام اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر ناپاک اعتراضات کا الزامی جواب دینے کے لئے خود بائیبل اور عیسائیوں کی دیگر تصانیف سے یسوع مسیح کی سخت قابلِ اعتراض شخصیت کو پیش کیا، تو مولوی ثناء اللہ صاحب اور ان کی قماش کے دیگر مولویوں نے آسمان سر پر اٹھا لیا کہ دیکھو مرزا صاحب نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی توہین کر دی۔ لیکن آج مولوی صاحب کو ایک عیسائی کی کتابوں کا جواب لکھنا پڑا، تو آپ نے بھی وہی رنگ اختیار کیا، جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اختیار فرمایا تھا۔ چنانچہ یسوع مسیح کے اوصاف کا نمونہ الفاظ کی شکل میں آپ نے کتاب کے صفحہ ۵۵ سے صفحہ ۱۱۳ تک خوب دکھایا ہے۔ پھر اسی پر بس نہ کرتے ہوئے آپ نے اُسے تصویر کی شکل میں دکھانا بھی ضروری سمجھا اور صفحہ ۱۱۹ پر حضرت یسوع مسیح کو صلیب پر لٹکتا ہوا دکھایا ہے۔ اور نیچے کسی قدر تصرف کر کے غالب کا یہ مصرع لکھا ہے ؎

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھے مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

اور اس طرح بقول خود "ایک مکروہ فعل کا ارتکاب کیا۔"

کتاب کے تیسرے باب کا آغاز صفحہ ۱۲۶ سے ہوتا ہے۔ اس میں پادری صاحب کی کتاب "دین فطرت اسلام ہے یا مسیحیت" کا بہت شافی جواب دیا گیا ہے۔ اس کتاب میں اعتراضات تو وہی دہرائے گئے تھے، جو پہلے بارہا کئے گئے ہیں۔ لیکن انداز بیان مختلف تھا۔ اور نفسیاتی مباحث کے لباس میں انہیں پیش کیا گیا تھا اسلئے ضروری تھا، کہ ان کے جواب میں بھی اسی انداز کو اختیار کیا جاتا لیکن مولوی صاحب کا انداز وہی قدیم مناظرانہ ہے۔ جس کے بیان میں کوئی ندرت نہیں۔

پادری صاحب نے اپنی کتاب کے صفحہ ۵۹ پر لکھا تھا، کہ نکاح متعہ قرآن سے ثابت ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے پادری صاحب کو چیلنج کیا ہے، کہ لاہور میں جلسہ منعقد کرکے قرآن مجید کے متن سے متعہ کا ثبوت دیں۔ کیا پادری صاحب اس چیلنج کو قبول کرینگے؟ دیدہ باید۔ ایک بات کا دعویٰ کرنا تو آسان ہے۔ لیکن اُسے پایۂ ثبوت تک پہنچانا ضرور مشکل ہوتا ہے۔ پس ہم منتظر ہیں، کہ پادری صاحب اس چیلنج کو قبول کرکے اپنے دعویٰ کا ثبوت پیش کریں۔

مولوی صاحب نے جو بے موقعہ اور بے محل اعتراض اپنی کتاب کے دیباچہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر کیا ہے۔ اس کا مفصل جواب تو ہم اکتوبر ۱۹۴۱ء کے پرچہ میں دے چکے ہیں۔ اس جگہ مختصراً صرف اتنا کہنا چاہتے ہیں، کہ اگر خدا کے ماموروں اور نبیوں کی کامیابی و ناکامی کے بارے میں مولوی ثناء اللہ صاحب کا معیار درست تسلیم کیا جائے، تو کسی نبی اور مامور الٰہی کو بھی کامیاب نہیں کہا جاسکتا۔ مثلاً قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَیْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِیْزِ الْحَمِیْدِ (ابراہیم - ع ۱) یعنی ہم نے یہ کتاب تیری طرف اس غرض سے اتاری ہے، تاکہ تو سب لوگوں کو ان کے رب کے حکم کے ساتھ اندھیروں سے نکالکر نور کی طرف لیجائے یعنی عزیز و حمید خدا کے راستہ کی طرف۔

اس آیت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت اور آپ پر قرآن مجید کے نزول کی غرض یہ بتائی گئی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ حضور سب لوگوں کو اسلام کی طرف لے آئیں۔ کیا مولوی صاحب بتا سکتے ہیں، کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سب لوگ اسلام میں داخل ہو گئے؟ اگر نہیں، بلکہ کفار کا شمار مسلمانوں سے بہت زیادہ ہے، تو کیا انکے معیار کے مطابق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ ناکام رہے؟ جو جواب اسکا مولوی صاحب دینگے وہی ہماری طرف سے ان حوالجات کا سمجھ لیں جو انہوں نے پیش کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کیا ہے۔

زیر تبصرہ کتاب کی قیمت ڈیڑھ روپیہ، اور ملنے کا پتہ مینجر صاحب "اہلحدیث" امرتسر ہے:

مجمع البحرین یا اسلامی تصوف

اس کتاب میں دو مضمون ہیں۔ ایک وہ جو سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "حقیقی اسلام سلسلہ احمدیہ" کے موضوع پر ویمبلے (انگلینڈ) کی مذہبی کانفرنس کیلئے رقم فرمایا۔ اور دوسرا وہ جو اسی کانفرنس میں پڑھنے کیلئے "اسلامی تصوف" کے موضوع پر حضرت علامہ حافظ روشن علی صاحب نے تحریر فرمایا۔ یہ مضامین یورپ اور مختلف ممالک کے عمائدین میں نہایت پسند کئے گئے۔ اور سب مضامین پر بالا رہے۔ "اسلامی تصوف" اور سلسلہ احمدیہ کی تعلیمات کو ایک نظر سے سمجھنے کے لئے یہ رسالہ بہت موزون ہے قیمت ۳ر محصولڈاک ۱ر

مقصد مذہب

یہ وہ مضمون ہے، جو سر محمد ظفر اللہ خان صاحب بالقابہ نے مذہبی کانفرنس لاہور میں مختلف مذاہب کے نمائندوں کے سامنے پڑھکر سنایا تھا۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے، کہ مذہب کا مقصد کیا ہے، اور اسے اسلام کس خوبی سے مکمل طور پر پورا کرتا ہے۔ قیمت فی نسخہ ۲ر محصولڈاک ۹ پائی:

اسلامی اخلاق

حضرت میر محمد اسحٰق صاحب فاضل نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی پانچسو احادیث کا اردو میں ترجمہ کیا ہے، یہ اخلاقی، علمی اور عملی اسباق کا بےنظیر مجموعہ ہے۔ اسکے مطالعہ سے آپ اسلام اور بانیٔ اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کے ہر خد و خال سے واقف ہو سکیں گے۔ اور آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائیگا کہ دنیا کے اس عظیم الشان مصلح نے کس طرح اپنے پاکیزہ اقوال سے انقلاب پیدا کیا۔ قادیان کے لڑکوں اور لڑکیوں کی درسگاہوں میں یہ کتاب بطور نصاب داخل ہے کیونکہ بچوں کیلئے یہ نہایت مفید ہے۔ ضخامت دوسو صفحہ۔ کاغذ۔ کتابت اور طباعت نہایت عمدہ قیمت فی نسخہ ۶ر تین نسخوں کی قیمت ایکروپیہ: ملنے کا پتہ:- مکتبہ احمدیہ۔ قادیان:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہمارے معاونین

گذشتہ پرچہ میں ہم نے احباب جماعت کو رسالہ کی امداد کی پرزور تحریک کی تھی۔ الحمد للہ کہ اس کا بعض حلقوں میں خاطر خواہ اثر ہوا۔ اور بہت سے دوستوں نے رسالہ کی امداد پر فوری توجہ مبذول فرمائی۔ جناب مولوی محمد عثمان صاحب ڈیرہ غازیخاں سے تحریر فرماتے ہیں:۔ "ریویو بابت ماہ جنوری پہونچا۔ آپ کی دردمندانہ اپیل کو پڑھا۔ خاکسار نے مسجد احمدیہ میں جلسہ کا اعلان کرکے رسالہ کی خریداری کی اپیل کی۔ خدا کے فضل سے تین دوستوں نے خریداری منظور کی۔ میں نے ارادہ کیا ہے کہ کم از کم پچاس خریدار اس رسالہ کے مہیا کرنیکی کوشش کروں۔ خداوند کریم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خواہش کو پورا کرنیکی ہمیں توفیق دے آمین" دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کے عزم میں برکت دے اور دیگر احباب کو بھی رسالہ کی امداد کرنیکی توفیق عطا فرمائے۔

مولوی صاحب موصوف کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب نے اس ماہ رسالہ کی خاص طور پر امداد فرمائی۔

(۱) جناب بابو محمد قاسم دین صاحب سیالکوٹی نے جو رسالہ ہذا کے خاص سرپرستوں میں سے ہیں۔ اور اس سے قبل کافی امداد رسالہ کو دے چکے ہیں، مزید پچیس روپے بطور اعانت رسالہ بھجوائے (۲) جناب ڈاکٹر محمد زبیر صاحب بھوالی سینی ٹوریم نے دو پرچے اپنے خرچ پر جاری کرائے۔ (۳) جناب سیٹھ محمد اعظم محمد معین الدین صاحب چنت کنٹہ (حیدرآباد دکن) نے گذشتہ ماہ دس روپے بطور عطیہ ارسال فرمائے تھے اب آپ نے دو روپے مزید عنایت فرمائے ہیں (۴) جناب جمعدار میر نواب علی صاحب سیالکوٹ چھاؤنی نے ترقی ملنے کی خوشی میں مبلغ تین روپے بمد اعانت رسالہ عنایت فرمائے۔ (۵) ایم نذیر احمد صاحب بنگلور نے ایک نیا خریدار عطا فرمایا۔ (۶) عزیز بشارت احمد صاحب طالب العلم مدرسہ احمدیہ نے بھی ایک نیا خریدار عطا فرمایا (۷) چوہدری فضل کریم صاحب قادیانی نے لکھنؤ چھاؤنی سے ایک نیا خریدار دینے کے علاوہ خود بھی خریداری منظور فرمائی۔ (۸) جناب مولوی علی احمد صاحب بھاگلپوری نے ایک نیا خریدار عطا فرمایا (۹) جناب سید احمد صاحب وکیل رامپور نے بھی ایک نیا خریدار عطا فرمایا۔ (۱۰) جناب ڈاکٹر محمد عبد الحق صاحب لاہور نے دو نئے خریدار عطا فرمائے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ان سب کو اپنی جناب سے بہتر اجر دینی و دنیاوی عطا فرمائے۔ آمین۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے پہلے اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو، تو دفتر کو اطلاع دے۔

نمبر ۶۰۱۳:۔ مَیں محمد امین الدین عامر ولد حکیم مولوی محمد شریف الدین صاحب قوم راجپوت پیشہ ڈاکٹری عمر ۴۴ سال تاریخ بیعت یکم مئی ۱۹۴۰ء ساکن امرتسر بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۲۰ جون ۱۹۴۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔ (۱) اسوقت میری کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے۔ آئندہ اگر کوئی جائداد ہوئی۔ تو اسکا دسواں حصہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بطور وصیت ادا کرونگا۔ میری وفات پر میرے متروکہ کے دسویں حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر زندگی میں حصہ جائداد ادا کر دوں تو وہ میرے متروکہ میں سے مجرا تصور ہوگا۔ (۲) میری ماہوار آمدنی فی الحال مبلغ پچیس روپے ماہانہ ہے مَیں اپنی اس آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ ماہ بماہ بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان بطور حصہ آمد ادا کرتا رہونگا۔ انشاء اللہ۔ العبد:۔ محمد امین الدین عامر کوچہ قاصداں امرتسر۔ گواہ شد:۔ سید بہادل شاہ سیکرٹری وصایا امرتسر۔ گواہ شد:۔ چوہدری نذیر احمد سیکرٹری تبلیغ چونہ قلعی فروشی چوک لوہ گڑھ امرتسر۔

نمبر ۵۹۷۹:۔ منکہ محمد اکرم بیگ ولد مرزا جیون بیگ قوم مغل ذات برلاس پیشہ پنشنر عمر تخمیناً ۶۶ سال تاریخ بیعت ۱۹۰۲ء سکنہ گجرات پنجاب محلہ فتو پورہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ ۱۴/۱۱/۴۱ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری کوئی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ نہیں ہے۔ میرا گذارہ صرف ماہوار آمدنی پر ہے جو حسب ذیل ہے۔ مبلغ ۸ للعہ پنشن ماہواری اور ۲ روپے انجمن احمدیہ محصل کل ماہوار آمدنی مبلغ ۸ ہوتی ہے اسکی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ بعد میں جو جائیداد اسکے علاوہ میری زندگی میں یا میرے مرنیکے بعد ثابت ہوگی۔ اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور مَیں خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ اس وصیت پر قائم رہونگا۔ العبد:۔ محمد اکرم بیگ پنشنر گجرات محلہ فتو پورہ۔ گواہ شد:۔ محمد یوسف رنگپورہ سٹریٹ گجرات۔ گواہ شد:۔ فضل احمد خاں پی۔ ٹی۔ ایس گجرات۔ گواہ شد:۔ احمد الدین ولد اللہ دین موصی۔

نمبر ۶۰۳۷:۔ منکہ سیدہ رضیہ بیگم زوجہ سید اعجاز احمد صاحب مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ عمر ۱۹ سال پیدائشی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ بالکل ان کی جماعتیں بھی نڈر معلوم ہوتی ہیں۔ اور ان کی تعلیموں میں ایسا نظام اور ایسی حکیمانہ تفاصیل نظر آتی ہیں، جو پراگندگی اور انتشار دماغی کے نتیجہ میں ہرگز پیدا نہیں ہو سکتیں۔ پس یہ کیونکر مانا جا سکتا ہے، کہ مذہب خوف کے نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ کہنا (جیسا کہ اکثر آجکل کہا جاتا ہے) کہ مذہب امیری اور غریبی کی تفریق کو قائم کرنے کے لئے آتا ہے، یا یہی اس کا کام گذشتہ زمانے میں بھی رہا ہے اور یہی اس کا کام آجکل ہے، یہ بھی ہرگز قبول کئے جانے کے قابل نہیں۔ کیونکہ مذہب اگر ایسا کرتا، تو اس کی تعلیم میں امیری اور غریبی کی تفریق کو قائم کرنے کے سامان ہونے چاہئیں تھے۔ حالانکہ واقعہ یہ ہے، کہ مذہبی تعلیم میں امیری اور غریبی کی تفریق کو مٹانے کے سامان رکھے گئے ہیں۔ چنانچہ اسلام میں سود بالکل منع ہے۔ ہر شخص کے ترکہ کے اس کے مرنے کے بعد ایسے ٹکڑے کئے جاتے ہیں، کہ دولت ایک جگہ قائم نہیں رہ سکتی۔ پھر ہر شخص کے جمع شدہ مال پر چاہے وہ مال تجارت اور کاروبار میں ہی استعمال ہوتا ہو، اڑھائی فیصدی ٹیکس لگایا گیا ہے، جو حکومت کے خزانہ میں جمع ہونا چاہیئے۔ اور یہ ٹیکس کسی صورت میں بھی معاف نہیں ہو سکتا۔ پھر عبادات میں روزانہ اور سال میں بعض مواقع پر خاص اہتمام کے ساتھ امیروں اور غریبوں کو جمع کیا جاتا ہے۔ اور صاف معلوم ہوتا ہے، کہ اسلام کی تعلیم میں امیری اور غریبی کی تفریق کو قائم نہیں کیا گیا، بلکہ اس کو مٹایا گیا ہے۔ پس مذہب کے متعلق یہ کہنا کہ یہ امیری اور غریبی کی تفریق کو قائم کرتا ہے، کس طرح صحیح ہو سکتا ہے؟

بعض لوگ اس زمانے کے مشہور ماہر نفسیات فرائیڈ کے نظریہ سے مرعوب ہیں۔ فرائیڈ نے مذہب کی جڑھ گناہ کا احساس بتلائی ہے۔ اور گناہ کا احساس کیسے پیدا ہوا؟ اس کے لئے اُس نے ایک عجیب افسانہ گھڑا ہے۔ وہ کہتا ہے، کہ ابتداء میں ہر باپ اپنے قبیلے کی سب عورتوں پر تصرف رکھتا تھا۔ اس پر اس کے لڑکے کُڑھتے تھے۔ ایک روز تنگ آکر لڑکوں نے باپ کو قتل کر ڈالا لیکن اس خون بہانے پر وہ ندامت اور تاسف سے بھر گئے۔ اور اس طرح گناہ کا احساس پیدا ہوا، اور اسی طرح مذہب۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی ساکن قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱۴ احسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ اسوقت میرا زیور طلائی کانٹے وزنی ۷ ماشہ ۴ رتی قیمتی سے روپے ایک عدد انگوٹھی طلائی وزنی ۳ ماشہ ۱ رتی قیمتی ہے کل قیمت ہے نیز میرا حق مہر مبلغ ۵۰۰/- روپے ہے جو ابھی تک میرے شوہر کے ذمہ قابل ادا ہے علاوہ اسکے میری اسوقت کوئی اور جائداد نہیں ہے۔ مَیں اپنی اس موجودہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ نیز میرے مرنیکے بعد جس قدر جائداد ثابت ہوگی۔ اسکی بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنِّيْ إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ الامۃ: سیدہ رضیہ بیگم۔ گواہ شد: سید اعجاز احمد مولوی فاضل خاوند موصیہ مبلغ سلسلہ احمدیہ: گواہ شد: سید موسیٰ رضا احمدی۔ والد موصیہ:

نمبر ۶۰۰۰: منکہ زبیدہ خاتون احمدی بیگم زوجہ خلیل الرحمٰن صاحب قوم شیخ قانونگو عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۷ء ساکن حاجی پورہ ڈاکخانہ پھگواڑہ ریاست کپورتھلہ بقائمی ہوش وحواس بلاجبر واکراہ آج بتاریخ ۱/۱۴ ۱۹ احسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری وفات کے وقت جس قدر میری جائداد ثابت ہو اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی (۲) اگر مَیں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردی جائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے۔ (۱) گلوبند طلائی ۲ تولہ (۲) ہار ۱/۲ ۱ تولہ (۳) ہار ایک تولہ (۴) انگوٹھی ۱/۲ تولہ (۵) دست بند طلائی ۵ تولہ (۶) چوڑیاں طلائی ۵ تولہ (۷) جھمکے یک تولہ (۸) توڑے نقری ۲۰ تولہ (۹) پچھے ۳۰ تولہ (۱۰) چوراگل ۳۵ تولہ

نوٹ:- سب زیورات کی قیمت بموجب موجودہ نرخ درج ہے، کل قیمت زیورات — میں اس جائداد کے دسویں حصہ کی وصیت کرتی ہوں اور اگر اس کے علاوہ کوئی اور جائداد میری وفات کے وقت ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی: فقط۔ الامۃ:- زبیدہ خاتون۔ گواہ شد: خلیل الرحمٰن شوہر موصیہ حال ملازم اپرایرآفس لودھی روڈ نئی دہلی۔ گواہ شد: محمد شریف چغتائی دفتر ڈائرکٹر جنرل پوسٹ اینڈ ٹیلیگراف نئی دہلی:

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دواخانہ نور الدینؓ

(بیادگار)

حضرت حکیم الامت طبیب شاہی حاجی الحرمین سیدنا نور الدین خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

(زیرِ نگرانی)

ابناء حکیم الامت حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ

آپ اپنی تمام طبّی ضرورتوں کے لئے "دواخانہ نور الدینؓ" کو لکھئے۔ کیونکہ اوّل یہی وہ دواخانہ ہے جسکے پاس حضرت حکیم الامۃ کی تمام عمر کے مجرّبات کا نچوڑ جس کو آخری عمر میں حضور نے ایک قلمی بیاض میں جمع کر دیا تھا بعینہٖ محفوظ ہے۔ دوئم دواؤں کی تیاری میں نہایت درجہ احتیاط سے کام لیا جاتا ہے۔ اور چُن چُن کر صحیح، خالص اور مؤثر اجزاء خریدے اور فراہم کئے جاتے ہیں۔ اور وہ تمام جڑی بوٹیاں جو عام طور پر بازاروں میں نہیں ملتیں۔ یا جن کی بجائے عطّار اور پنساری غلط چیزیں فروخت کر دیتے ہیں۔ خاص طور پر صحیح جگہوں اور صحیح وقتوں میں کوشش کر کے مہیّا کی جاتی ہیں۔ اور کسی نسخہ میں اس کے قیمتی اجزاء کے قلیل القیمت بدل نہیں ڈالے جاتے۔

اس دواخانہ کے چند خاص الخاص مجرّبات کی فہرست آئندہ صفحات پر ملاحظہ فرمائیں :-

المشتہرین

ابناء حکیم الامت طبیب شاہی حضرت سیدنا نور الدینؓ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صندلین

انیمیا یا کمیٔ خون کا بہترین علاج:- خون تمام اعضاء بدن کو غذا اور روح پہنچاتا اور زہریلے مادوں کو جسم سے خارج کرتا ہے۔ تمام اعضاء جسم خون سے ہی زندہ ہیں۔ خون بدن کے ہر ایک حصّہ کی غذا کے لئے مناسب مواد مہیّا کرتا ہے اور پستانوں میں ایسے اجزاء لے جاتا ہے جو دودھ بننے کے لائق ہوں۔ اور خصیوں میں ایسی چیزیں پہنچاتا ہے جس سے مادۂ حیات بنتا ہے۔ اور صندلین میں وہ تمام اجزاء بہت بڑی مقدار میں موجود ہیں، جن پر خون کے پیدا ہونیکا انحصار ہے۔

کمیٔ خون خواہ کثرتِ حیض اور بواسیر سے ہو یا عرصہ تک کی بیماری مثلاً ملیریا وغیرہ میں مبتلا رہنے سے ان تمام حالات میں صرف صندلین کا استعمال ہی آپ کے لئے مفید ہے۔ صندلین خون کو صاف کرنے اور چہرہ کے رنگ کو نکھارنے کیلئے بھی اکسیر ہے اور حیض کی خرابیوں میں بھی اسکے استعمال کی سفارش کی جاتی ہے۔

قیمت یکصد قرص ایک روپیہ بارہ آنہ ۔ پچاس قرص ایک روپیہ

اکسیرِ معدہ

یہ بےضرر مرکب معدہ کی خاص دوا ہے۔ اس کے استعمال سے معدہ کے نازک نظام پر بڑا تسکین بخش اثر پڑتا ہے۔ بدہضمی، نفخ، کھٹے ڈکار۔ سینے کی جلن، پیٹ کی درد، باد گولہ، جی کا متلانا۔ بھوک کم لگنا۔ خرابی جگر۔ ان تمام بیماریوں کے لئے اکسیر معدہ کا استعمال بہت مفید ہے۔ بیماری کے بعد یا کمزوری۔ کثرت کار یا ثقیل غذاؤں کے زیادہ استعمال سے جب معدہ کمزور ہو گیا ہو۔ تب ان خوش ذائقہ ٹکیوں کے استعمال سے بھوک بڑھ جاتی ہے۔ اور ہاضمہ کی قوت تیز ہو کر آپ کو اپنی غذا سے زیادہ سے زیادہ قوت حاصل کرنے کے قابل بناتی ہے۔ اور بواسیر میں بھی مفید پائی گئی ہے۔

قیمت یکصد قرص ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ۱۲) پچاس قرص ایک روپیہ (عہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرصِ خاص

جریان کے مرض کی اہمیت کسی توضیح کی محتاج نہیں۔ اکثر مریض آخر اسے لاعلاج سمجھ کر اپنی زندگی سے مایوس ہو جاتے ہیں۔ جو اصحاب اس مرض کا شکار ہوں یا ان کے علم میں کوئی دوست اس مرض میں مبتلا ہوں۔ تو انہیں ہمارے دواخانہ کی خاص مجرب دوا قرصِ خاص ایک مرتبہ ضرور استعمال کرنی چاہیئے۔ یہ دوا ہر قسم کے جریان میں لاجواب ثابت ہوئی ہے۔ اس کے استعمال سے پرانے سے پرانا جریان، رقت، سرعت، ذکاوتِ حس اور کثرتِ احتلام کی شکایت دور ہو جاتی ہے:

قیمت پچاس قرص دو روپیہ

اکسیرِ سیلان

سیلان الرحم یوں یا لیکوریا کی شکایت آجکل ہندوستانی عورتوں میں بکثرت پھیل رہی ہے، لیکن وہ بیچاری بوجہ شرم وحیا اس کا اظہار نہیں کرتیں۔ اور آخر اپنی قیمتی صحت، حقیقی حسن اور نکھار کو برباد کر لیتی ہیں۔ یہی نہیں بلکہ اس کا خمیازہ معصوم اور بیگناہ اولاد کو اٹھانا پڑتا ہے۔ اس لئے ضروری ہے، کہ مرد اپنی دوسری ذمہ داریوں کے علاوہ ایسے امور سے بھی غافل اور بے پرواہ نہ رہیں۔ اور جن عورتوں کی صحت سیلان الرحم کی وجہ سے برباد ہو رہی ہو، انہیں فوراً اس دواخانہ کی خاص مجرب دوا "اکسیر سیلان" پھر اسی چشمۂ فیض دواخانہ نور الدینؓ قادیان سے منگوا کر استعمال کروائیں۔ یہ بے خطا دوا رحم کو قوت دیتی، سفید رطوبت کے آنے کو بند کرتی اور سیلان الرحم کی تکلیف سے بالکل نجات دے کر نئی زندگی عطا کرتی ہے

قیمت فی شیشی بیس خوراک تین روپیہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تریاق اٹھرا

دنیائے طب کا حیرت انگیز کارنامہ :- مرضِ اٹھرا میں رحم بہت کمزور ہو جاتا ہے اور بچہ کو سنبھال نہیں سکتا عموماً تیسرے، چوتھے مہینہ حمل گر جاتا ہے۔ اگر بچہ پورے دنوں میں پیدا ہو بھی جائے تو بڑی عمر نہیں پاتا۔ اور اکثر ان بیماریوں کا شکار رہتا ہے۔ سبز پیلے دست، قے، ہچکیں، سوکھا، بدن پر پھوڑے پھنسیاں چھالے سُرخ دھبے وغیرہ۔ "تریاق اٹھرا" اس مرض کی نہایت مجرب اور بے خطا دوا ہے۔ پس اگر خدانخواستہ آپ کے گھر والے اس مرض میں مبتلا ہیں تو آج ہی حضرت حکیم الامت سیدنا نور الدینؓ کی مجرب دوا تریاق اٹھرا دواخانہ نور الدینؓ سے طلب کریں۔ اس کے استعمال سے بچہ ذہین، خوبصورت، توانا اور اٹھرا کے اثر سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ۔ مکمل خوراک گیارہ تولہ چھ ماشہ منگوانے کی صورت میں فی تولہ ایک روپیہ۔

رفیقِ نسواں

رفیق نسواں عورتوں کی مخصوص بیماریوں کے لئے دواخانہ نور الدینؓ کی نہایت کامیاب دوا ہے۔ اس کے استعمال سے ایامِ حیض کی خرابیاں دُور ہو جاتی ہیں۔ اگر حیض کی بے قاعدگی، بندش یا کمی ہے۔ یا حیض کا خون تکلیف سے رُک رُک کر آتا ہے۔ ناف کے نیچے اُبھار ہے۔ دبانے سے دُکھن محسوس ہوتی ہے۔ کمر اور پنڈلیوں میں درد رہتا ہے۔ جی متلاتا ہے۔ یا ہاتھ پاؤں اور سر میں جلن ہے، کوئی کام کرنے کو دل نہیں چاہتا۔ تو یہ سب باتیں ظاہر کرتی ہیں، کہ آپ کو رفیق نسواں کا استعمال جلد سے جلد شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ان تکالیف کو دُور کر کے آپ میں قوت و توانائی اور از سرِ نو صحتِ تازہ پیدا کر دے گی

قیمت یک صد قرص تین روپیہ بارہ آنہ (۳/۱۲)

" پچاس قرص دو روپیہ (۲/-)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عنبرین

اس قابلِ قدر معجون کا چند روزہ استعمال طبیعت میں انقلاب، جسم میں قوت اور خون میں جولانی پیدا کرتا ہے۔ اس سے دل دماغ معدہ جگر اور گردوں کو قوت پہونچتی ہے اور پٹھوں میں طاقت آتی ہے۔ جسم کی پژمردگی، درماندگی، نقاہت، ناتوانی اور کمزوری دُور ہوجاتی ہے قوتِ مردمی بڑھتی ہے۔ اور آپ نوجوان بنکر زندگی کا لطف اُٹھا سکتے ہیں۔

آپ کو اپنی حفاظت اور بیماریوں کے مقابلہ کی قوت حاصل کرنے کے لئے بھی اس دیرپا اور مستقل اثر رکھنے والے معجون کی ضرورت ہے۔

مشک، عنبر، زعفران اور قیمتی جواہرات اس کے خاص اجزا ہیں۔

قیمت پانچ تولہ ساڑھے چار روپیہ

معجون ملیّن اور نورسالٹ

قبض ایک عالمگیر بیماری ہے۔ جس کی وجہ سے خراب زہریلے اور متعفن مادے جسم میں جذب ہوکر طرح طرح کی بیماریاں پیدا کرتے ہیں۔ معجونِ ملیّن کا استعمال قبض کا بہترین علاج ہے۔ یہ قطعی بے ضرر معجون دست نہیں لاتا جس سے کمزوری پیدا ہو۔ بلکہ بغیر مروڑ اور بے چینی کے بندھی ہوئی اجابت کھل کر ہوجاتی ہے۔

قبض ہی کے لئے دواخانہ کی دوسری مجرب دوا نورسالٹ ہے۔ نورسالٹ صرف قبض ہی کا علاج نہیں بلکہ معدہ کی خرابی اور زائد رطوبت کو دُور کرنے، پیٹ کے بڑھنے کو روکنے اور آنتوں کو مضبوط کرنے اور جوڑوں کے درد کے لئے بھی اس کا استعمال بہت مفید ہے۔

قیمت معجون ملیّن پانچ تولہ بارہ آنہ ؛ نورسالٹ دس تولہ کی شیشی جو چار ماہ کیلئے کافی ہے۔ ڈیڑھ روپیہ۔ پانچ تولہ چودہ آنہ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قرصِ جواہر

طاقت کی بے نظیر دواء - یہ دوا اعصاب کو طاقت دیتی، دماغ کو تقویت پہونچاتی، دل کو مضبوط کرتی اور باہ کو حد درجہ بڑھاتی ہے۔ اس کا چند روزہ استعمال ہر طرح کی کمزوری دُور کر کے نئی قوت اور توانائی پیدا کرتا اور جسم کی زائل شدہ طاقتوں کو بحال کرتا ہے۔ اس کا اثر مستقل اور دیرپا ہے مردانہ قوت کو بڑھانے میں اس کے نتائج بہت ہی شاندار ثابت ہوئے ہیں ؛

قیمت یکصد قرص چار روپیہ چودہ آنہ (للعہ)

نور منجن

اگر آپ کے مسوڑھوں سے خون یا پیپ بہتی ہے، مسوڑھے پھولتے یا درد کرتے ہیں۔ مُنہ سے بدبُو آتی ہے، دانت میلے رہتے ہیں، دانتوں میں کیڑا لگ گیا ہے، پانی پینے سے ٹیس سی لگتی ہے تو آپ کو نور منجن کا استعمال فوراً شروع کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ یہ بے مثال منجن دانتوں کی آب قائم رکھتے ہوئے انہیں موتیوں کی طرح صاف چمکدار اور خوشنما ہی نہیں بناتا، بلکہ مونہہ کی بدبُو دور کر کے ان خطرناک جراثیم کو بھی ہلاک کرتا ہے، جو دانتوں کی بیماریوں کا موجب ہوتے ہیں۔ اور مسوڑھوں کے نازک پٹھوں کو طاقت دے کر انہیں اس قابل بناتا ہے، کہ خون سے اپنی غذائیت حاصل کر سکیں۔

نور منجن کا ذائقہ خوشگوار ہے۔ اور حجم کو بڑھانے کے لئے اس میں چاک وغیرہ کی قسم کی کوئی چیز شامل نہیں کی گئی۔ اس کا روزانہ استعمال دانتوں کی بیماریوں سے محفوظ رکھتا ہے

قیمت ایک اونس کی شیشی تین آنہ (۳ر)

نصف درجن ایک روپیہ

پائیوریا کے لئے ہماری مجرّب دوا اکسیر پائیوریا استعمال کریں ؛

قیمت شیشی کلاں ایک روپیہ ؛ شیشی خورد دس آنہ (۱۰ر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُرمۂ مبارک

شہنشاہِ طبّ کی بیاضِ خاص کا تحفہ

یہ سُرمہ ککروں کو زائل کرتا ہے۔ ان کی وجہ سے آنکھوں میں آشوب یا زخم آگیا ہو۔ اور بینائی کم ہوتی جاتی ہو۔ آنکھوں میں خارش اور کھجلی ہو تو ان حالتوں میں "سُرمۂ مبارک" کا استعمال بہت مفید ہے۔ یہ سرمہ آنکھوں کو ہلکا اور صاف کرتا ہے۔ اس کا دائمی استعمال آنکھوں کو امراض و آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔ اس سرمہ کی ایک خاص خوبی یہ ہے کہ یہ حضرت حکیم الامت کے اپنے نادر قیمتی اور نہ گھسنے والے کھرل میں ہفتوں کی محنت سے تیار کیا گیا ہے۔

قیمت ایک تولہ اڑھائی روپیہ۔ چھ ماشہ ایک روپیہ آٹھ آنہ۔ تین ماشہ بارہ آنہ صرف

مرہمِ نور

یہ عجیب و غریب مرہم ہر قسم کے گھاؤ، دُنبل، پھوڑے، پھنسیوں اور زخموں کو گلنے سڑنے سے بچا کر تمام زہریلے اور فاسد مادوں کو ان کی جڑوں سے کھینچ نکالتا ہے بگڑے ہوئے اور گندے سے گندے زخم اس کے استعمال سے اچھے ہو جاتے ہیں۔ اس کا ایک ہی پھایا اپنے حیرت انگیز اثرات دکھا دیتا ہے۔ اس مرہم کو استعمال کرنے کے بعد یقیناً آپ کسی دوسری مرہم کی تلاش نہیں کرینگے۔ ایسی بہترین مرہم کا ہر گھر میں موجود رہنا نہایت ضروری ہے۔

قیمت بڑی ڈبیہ ایک روپیہ بارہ آنہ۔ چھوٹی ڈبیہ ایک روپیہ صرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سخت امراض کی فہرست

کیا آپ خدانخواستہ ان میں سے کسی مرض میں

مُبتلا ہیں؟

آنکھوں کی بیماریاں
بالوں کی بیماریاں
بچوں کی بیماریاں
امراضِ جگر و معدہ
کمزوری دماغ
کمزوری اعضاء ہضم
ذیابیطس
پیچش
ضعفِ قلب
ضعفِ ہاضمہ
نزلہ
ضعفِ جگر
اٹھرا
ریح
یرقان
حمل اسقاط
گنٹھ مالا
خرابی ایام
سیلان الرحم
پائیوریا
تلّی
ضعفِ باہ
امراضِ خون
گنٹھیا
زچہ کا بخار
دق و سل
جنون

اگر ایسا ہے

تو اپنے مرض کے مفصل حالات لکھکر بھیجیے۔ ہر قسم کی خط و کتابت کیلئے صرف یہ پتہ یاد رکھیں:۔

دوا خانہ نور الدین قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس پر ہمارا سوال یہ ہے، کہ بچوں کو باپ کے قتل پر ندامت کیوں پیدا ہوئی؟ جب ابھی کوئی شریعت اور کوئی تعلیم موجود ہی نہ تھی، تو قتل کرنے پر ندامت کیسی؟ اور باپ کے تصرف پر کُڑھنا اور اپنی طبیعتوں پر جبر کرنا کیوں؟ کیا وہ بھی بلا روک ٹوک اپنی ہوس کو پورا نہ کر سکتے تھے؟......

.... بات یہ ہے، کہ فرائیڈ کا نظریہ سراسر افسانہ ہے، اور کسی معروف بانیٔ مذہب پر پورا نہیں اُترتا۔

اس جگہ ایک اور سوال پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر مذہب میں اس طرح کا ارتقاء نہ بھی ہُوا ہو، جس طرح کا مذہب کے منکر مانتے ہیں، تو کیا مذہب میں بالکل کسی قسم کا ارتقاء نہیں ہُوا؟ اس کا جواب یہ ہے، کہ ہُوا ہے، اور ضرور ہوا ہے۔ اور یہ ارتقاء جو مذہب میں ہُوا ہے، ٹھیک اسی طرح کا ہُوا ہے، جس طرح عالمِ حیات میں ہُوا ہے۔ اور وہ یوں کہ ایک خدا کا خیال اصولی صورت میں تو ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔ لیکن اس تصویر میں جو پہلے ایک خاکے کے طور پر تھی، قسم قسم کی تفاصیل پیدا ہو گئیں۔ پھر ایک وقت آیا، کہ یہ تصویر مکمل ہو گئی۔ عین اسی طرح جس طرح کہ انسان کی ظاہری شکل مکمل ہو گئی۔ لیکن جس طرح انسان کے جسم کے مکمل ہونے کے باوجود اس کی دماغی، اخلاقی اور روحانی ترقیات جاری ہیں، عین اسی طرح مذہب کی ظاہری شکل مکمل ہو جانے کے باوجود مذہب کے باطنی فیوض جاری ہیں، اور جاری رہیں گے، اور ہر زمانے میں ایک نئے رنگ میں ظاہر ہُوا کریں گے۔

قرآن مجید کے اوامر و نواہی

یہ تین سو صفحہ کی کتاب ہے، اسمیں قرآن مجید کی وہ تمام آیات بمعہ ترجمہ درج ہیں جن میں کسی چیز کے کرنیکا حکم یا اس سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے۔ گویا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو احکام بصورت امر یا نہی دیئے ہیں۔ وہ سب آپ کو یکجا اس کتاب میں مل جائینگے قرآن مجید کی تعلیمات کو بحیثیت مجموعی نظر کے سامنے رکھنے کے لئے یہ کتاب بہت مفید ہے۔

اصلی قیمت ایک روپیہ۔ رعایتی ۸ر مجلّد کی قیمت ۱۲ر محصول ڈاک ۸ر

ملنے کا پتہ:- مینیجر رسالہ ریویو اردو، قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک پُرانی تحریر

بَراہین احمدیّہ پر تقریظ

[سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شہرہ آفاق تصنیف براہین احمدیّہ پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی نے اپنے رسالہ "اشاعۃ السنہ" میں جو ریویو لکھا، اس سے بہت لوگ واقف ہیں۔ مگر غیروں کا تو کیا ذکر خود ہماری جماعت کے بھی اکثر احباب کو علم نہیں ہے، کہ مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے علاوہ اور بھی بہت سے دردِ دل رکھنے والے مسلمانوں نے اس کتاب کی اشاعت پر خوشی اور اطمینان کا اظہار کیا تھا، اور اہل قلم اصحاب نے اس پر شاندار تقریظیں شائع کی تھیں۔ ذیل میں ہم اخبار "منشور محمدی" کی تقریظ درج کرتے ہیں۔ جو اُن دنوں بنگلور سے مولٰنا محمد شریف صاحب کی زیر ادارت شائع ہوتا تھا۔ یہ دہ روزہ اخبار صرف عیسائیوں کے اسلام پر حملوں کے جواب کے لئے وقف تھا۔ براہین احمدیّہ کی اشاعت پر اس نے جو تقریظ لکھی، وہ آئندہ صفحات میں آپ ملاحظہ فرمائینگے۔ اس تقریظ سے دو باتیں نہایت نمایاں ہیں۔ اوّل یہ کہ اُس وقت مخالفین اسلام آریوں، برہموؤں اور عیسائیوں وغیرہ نے اسلام پر پورے زور سے یورش کر رکھی تھی۔ اور مسلمانوں کو ایک ایسے مرد مجاہد کی ضرورت تھی، جو معقولی اور منقولی طور پر مخالفین کو ساکت کرنے کے علاوہ روحانی طور پر بھی اسلام کو دیگر مذاہب پر برتر و فائق ظاہر کرے۔ کیونکہ گو علماء اسلام انفرادی طور پر کہیں کہیں مخالفین اسلام کا مقابلہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah
کر رہے تھے، مگر اسلام کو روحانی مبدا ان میں غالب ثابت کرنا کسی ایسے شخص ہی کا کام ہو سکتا تھا، جو فی الحقیقت مقبول بارگاہِ ایزدی ہو، اور جسے مکالمہ ومخاطبہ الٰہیہ کا شرف حاصل ہو۔ سو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وجود میں یہ ضرورت پوری ہوئی۔ آپ نے براہین احمدیہ میں جہاں معقولی اور منقولی طور پر مخالفین کے حملوں کے مُنہ توڑ جواب دیئے وہاں ان کو روحانی مقابلہ کے لئے بھی پُر زور تحدّی کی۔ اور یہی چیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اُس زمانہ کے دیگر خادمانِ اسلام سے ممتاز کرتی ہے۔

دوسری چیز جو اِس تقریظ سے واضح ہوتی ہے، وہ یہ ہے، کہ اُس وقت دردمند دل رکھنے والے مسلمان ایک ایسی سوسائٹی کی ضرورت محسوس کر رہے تھے، جس کا کام تبلیغ اسلام ہو۔ اور یہ ضرورت بھی سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ پوری ہوئی۔ آپ نے جماعت احمدیہ کی بنیاد جس مقصد کے پیش نظر ڈالی، وہ یہی تبلیغ اسلام تھا۔ مسلمانوں کی خدمتِ دین سے غفلت ولاپرواہی اور بےحسی کا نظارہ اس تقریظ کے لفظ لفظ سے ظاہر ہے۔ ان حالات میں یہ ازبس ضروری تھا، کہ ایک ایسی فعّال جماعت قائم کیجاتی، جو تبلیغ اسلام کو اپنا شعار بناتی، اور حفاظتِ اسلام اس کا نصب العین ہوتا۔ الحمدللہ! کہ یہ سعادت جماعت احمدیہ کو نصیب ہوئی، جس نے اس ضرورت کو پورا کیا۔ چنانچہ یہ جماعت اسی وقت سے پوری تندہی اور انہماک کے ساتھ تبلیغ و دفاعِ اسلام میں مصروف ہے۔ جب دوسرے مسلمان کہلانے والے لوگوں میں سے بعض سیاسی الجھنوں میں پڑے ہوئے ہیں، اور بعض عیش وعشرت کی زندگی بسر کر رہے ہیں، تو جماعت احمدیہ ہی ایک ایسی جماعت ہے، جو باوجود غریب اور کمزور ہونیکے اپنے اموال و نفوس کے ذریعہ ساری دنیا میں تبلیغ اسلام کا فریضہ ادا کر رہی ہے۔ جماعت احمدیہ کی گذشتہ اسلامی خدمات اس کے علیحدہ وجود کا جواز ثابت کر رہی ہیں۔ جو لوگ "جمہور اہلِ اسلام" سے ہماری علیحدگی پر اعتراض کیا کرتے ہیں، ان کیلئے اِس میں جواب ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں!

صرف پچیس ۲۵ روپے میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ستر کتابیں جو رسالہ "ریویو" کے سائز پر قریباً چھ ہزار صفحوں کی ہیں، صرف پچیس روپے میں فروخت ہو رہی ہیں۔ پہلے یہ کتابیں تیس روپے میں فروخت ہوتی تھیں۔ مگر اب پہلے سٹاک میں سے بعض ختم ہو گئی ہیں۔ اس لئے قیمت پچیس روپے کر دی گئی ہے۔ بعض کتابوں کے نام یہ ہیں:-

براہین احمدیہ مکمل	تریاق القلوب
سُرمہ چشم آریہ	تحفہ گولڑویہ
آئینہ کمالات اسلام	اربعین ہر چہار حصہ
شہادت القرآن	نسیم دعوت
نور القرآن۔	تذکرۃ الشہادتین
چشمۂ معرفت	حقیقۃ الوحی
مسیح ہندوستان میں	لجّۃ النّور

یہ سب کتابیں بالکل نئی ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ دو روپے ارسال فرمائیں:

مینیجر رسالہ ریویو۔ اردو۔ قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

تفسیر سروری

(یعنی)

جماعت احمدیہ کے مفسر قرآن حضرت مولانا سید محمد سرور شاہ صاحب کی وہ تفسیر القرآن جو رسالہ ریویو (اُردو) میں چھپتی رہی ہے اور جس میں حضرت خلیفہ اوّل رضؓ کی تفسیر بھی بیان ہوئی ہے اسکی چند گنتی کی جلدیں برائے فروخت دفتر میں موجود ہیں۔ یہ تفسیر شروع سے آٹھویں پارے تک کی ہے مگر درحقیقت اسمیں سارے قرآن مجید کے مشکل مقامات حل کئے گئے ہیں۔ یہ نہایت عام فہم تفسیر ہے اس کے پڑھنے سے حسب استعداد تفسیر القرآن کا ملکہ پیدا ہو جاتا ہے۔ رسالہ ریویو کے سائز پر اسکے کُل دو ہزار صفحے ہیں پہلے اسکی قیمت پندرہ روپے تھی۔ مگر اب بعض فوری ضروریات کی وجہ سے اسکی رعایتی قیمت صرف چھ روپے رکھی گئی ہے۔ آج ہی بذریعہ منی آرڈر بنام مینیجر رسالہ ریویو (اُردو) ارسال فرما کر اپنے لئے ایک جلد محفوظ کرالیں۔ بعد میں یہ بیش بہا خزانہ کسی قیمت پر بھی نہ مل سکیگا۔ مجلّد کی قیمت ساڑھے سات روپے ہے ؛

ملنے کا پتہ

مینیجر رسالہ ریویو (اُردو) قادیان

(اللہ بخش [illegible] پریس قادیان میں بااہتمام عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے [illegible] شائع کیا)